

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
احیائے خلافت
جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۶ء
ادارۃ التحقیق والمعارف کے مسئول حضرت
مولانا قاضی حماد صاحب کے ساتھ خصوصی انٹرویو
غیر محفوظ ہوتا پاکستان
ہم نے اپنے خون سے اس گلشن کی آبیاری کی
یہ چراغ پھونکوں سے نہ بجھایا جائے گا

جناب عمر خالد خراسانی صاحب کا اسیرانِ اسلام کے نام پیغام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ،امابعد

قابل صد احترام مجاہد بھائیو! جیل میں آپ پر بیتنے والے واقعات کی خبریں مجھے رہا ہونے والے ساتھیوں کے ذریعے سے ملتی رہتی ہیں۔ عقوبت خانوں میں آپ پر کیے جانے والے مظالم، جیلوں میں ناروا سلوک اور آپ کی مالی پریشانیوں سے ہم لاعلم نہیں ہیں۔ ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ ہم مسلسل اپنے بھائیوں کی رہائی اور مالی مدد کے بارے میں فکر مند اور سرگرداں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کی رہائی ہم پر فرض ہے۔ نیز ہم ہر وقت اللہ کریم سے اپنے بھائیوں کی رہائی کیلئے ہاتھ جوڑ کر دعائیں مانگتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! اللہ کریم یہ حالات وواقعات اور اپنے راستے کی تکالیف ومشکلات صرف اپنی پسندیدہ بندوں پر ہی لاتے ہیں۔ ایسا صرف اس زمانے میں ہی نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی اللہ کریم نے اپنے پسندیدہ بندوں کو آزمائشوں میں ڈالا ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں تواتر سے ملتا ہے۔ ہم تو ہر وقت اللہ کریم سے یہی دعا مانگتے ہیں کہ:

اهدِنَـــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ.....صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ

یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ بتا....راستہ انہی لوگوں کا جن پر آپ نے انعام کیا ہے۔

محترم بھائیو! جن بندوں پر اللہ کریم کا انعام نازل ہوا ہے، وہ لوگ ان مشکلات بھری راہوں پر چل کر ہی کامیاب ہوئے ہیں۔ انہی لوگوں کے ساتھ اللہ کریم نے بہت سے انعامات کا وعدہ کیا ہے جو ہر بندہ مومن کو معلوم ہے۔

محترم بھائیو! یہ دنیا اللہ کے غیور بندوں کیلئے جیل خانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت۔ اللہ کریم اپنے منتخب بندوں پر امتحانات اس غرض سے بھی لاتے ہیں تاکہ مخلص مسلمان دنیا میں امتحانات سے گزر کر ابدی خوشیوں تک رسائی حاصل کر سکیں۔ اللہ کریم نے ہمارے لئے بارہا صبر پر قائم رہنے کا حکم فرمایا ہے کہ صبر پر قائم رہنے والے ہی کامیاب ہونگے۔ دین اسلام اگر دنیا میں پھیلا ہے تو اس کا سہرا آپ ہی کی طرح کے غیور اور اللہ کریم کے پسندیدہ لوگوں کے سر ہے جنہوں نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ اس دنیا میں انسان کثرت سے پائے جاتے ہیں اور انسانوں کی اس کثرت میں مسلمانوں اور مومن بندوں کی بھی کمی نہیں ہے ۔لیکن اللہ کریم نے ہر دور میں صرف اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی چن کر اپنے دین کی سربلندی اور اپنے مسلمان بندوں کی حفاظت کیلئے منتخب کیا ہے۔

میں آپ سب بھائیوں سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کیونکہ اس امتحان وآزمائش میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہم اللہ کریم سے آپ لوگوں کی رہائی اور مدد کیلئے دعائیں بھی مانگیں گے اور آپ کی رہائی کیلئے عملی اقدامات بھی کرینگے۔ ان شاء اللہ

والسلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب کا قول نقل فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا جو بندہ میرے راستے میں میری رضا جوئی کیلئے جہاد میں نکلتا ہے، میں اس کا ضامن ہوں کہ اگر میں نے اسے لوٹایا تو اجر یا غنیمت دے کر لوٹاؤں گا اور اگر اس کا روح قبض کر لی تو اسے بخش دونگا۔ (نسائی، ترمذی)

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار کا علمی، عسکری اور سیاسی ترجمان

ماہنامہ احیائے خلافت

جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۶ء | سلسلہ نمبر ۱۱

نمبرشمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر

سرپرستِ اعلیٰ

عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ

نگران اعلیٰ

مولانا قاضی عمر مراد صاحب حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا قاضی حماد صاحب حفظہ اللہ

ہمارا برقی پتہ ہے:

Ihyaekhilafat@Gmail.com

رسالے کو انٹرنیٹ پر پڑھئے:

www.Ihyaekhilafat.com

Ihyaekhilafat.blogspot.com

زیرِ انتظام



احیائے خلافت

اعلامی کمیشن

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار

القرآن والسنة

قال تبارک وتعالیٰ: إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْراً عَظِيماً(النساء)

ترجمہ: جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑا اور اللہ تعالیٰ کا خالص فرمانبردار ہوا سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جلد اجر عظیم دے گا۔

یعنی کسی بھی نیک عمل کی قبولیت کا دارومدار خالص نیت پر مبنی ہے اور خالص نیت سے مراد ہر وہ کام اور عمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو تو تب وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے اگر چہ بظاہر جیسے بھی ہو اور جو عمل بظاہر بہت ہی خوبصورت اور اہم کیوں نہ ہو لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود نہ ہو تو ایسے اعمال کی قدردانی اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بلکہ وہ سب اعمال رائیگاں ہیں چنانچہ تفسیر مظہری اس درج بالا ایت کریمہ کا ترجمہ و تفسیر احادیث کی روشنی میں یوں بیان فرماتے ہیں:

عن زید بن أرقمؓ قال قال رسول الله ﷺ من قال لا اله الا الله مخلصاً دخل الجنة قیل یا رسول الله ﷺ ما اخلا صها قال ان تحجزه عن المحارم واخرج الحاكم وصححه والبيهقي في الشعب عن معاذ بن جبل انه قال لرسول الله ﷺ حين بعثه الىٰ اليمن أوصني قال أخلص دينك يكفيك القليل من العمل وأخرج ابن أبي الدنيا في الاخلاص والبيهقي في الشعب عن ثوبانؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول طوبىٰ للمخلصين أولئك مصابيح الهدىٰ ينجلي عنهم كل فتنة ظلماء فأولئك مع المؤمنين المخلصين الذين سبقو هم بالايمان (تفسير المظهري)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اخلاص نیت کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اس دوران کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کلمہ طیبہ کا اخلاص کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ تم حرام سے اجتناب کرو روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں معاذ بن جبلؓ سے کہ جب آپؐ کو رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف روانہ فرمار ہے تھے تو معاذ بن جبلؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت کریں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دین کو خالص کرو تو پھر تھوڑا سا عمل آپ کیلئے کافی ہوگا اور ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور بیہقی نے فی الشعب میں بروایت ثوبان نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ خوش خبری ہے مخلصین کیلئے کہ یہ ہدایت کی چراغیں ہیں اور سیاہ اندھیروں کی فتنوں سے محفوظ رہیں گے پس یہ ان مؤمنو کے ساتھ ہونگے جو کہ پہلے ایمان کے ساتھ وفات پا چکے ہوں۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل کا عوض معاوضہ کسی سے طلب نہ کرے اور نہ کسی سے یہ امید رکھے کہ لوگ مجھے دیکھ کر شاباش دیں گے کہ فلاں شخص بہت نیکوکار اور دین دار ہے وغیرہ کیونکہ تمام انبیاء کرام نے اس طرح کے امیدوں کو بالائے طاق رکھ کر خالص رضائے الٰہی کیلئے دعوت کا فریضہ سرانجام دے چکے ہیں اور اپنی امت پر یہ واضح کر چکے ہیں کہ وہ کسی سے عوض معاوضہ کے طالب یا خواہشمند نہیں بلکہ وہ صرف اور صرف رضائے الٰہی اور اپنے فرائض منصبی کو احسن طریقے سے پورا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور اہل مروت ثروت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ کسی نیک عمل کے بدلے کسی سے احسان و نیک نامی کی توقع رکھے چنانچہ تمام انبیاء کی اس عادت کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور آیندہ نسل انسانی کیلئے پندونصیحت کے طور پر اس کا تذکرہ اس طرح کیا۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ(الشعراء)

ترجمہ: اور میں اس کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (اللہ) رب العالمین کے ذمے ہے۔

یعنی انبیاء کرام نے نیک اعمال کے بدلے لوگوں سے مال یا کسی دوسری چیزوں کی طمع توقع نہیں رکھی بلکہ بےلوث خدمات اخلاص کی نشانیوں میں سے بڑی اور اہم نشانی ہے اور یہی طریقہ قبولیت کیلئے بنیادی ستون ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ () أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو اللہ کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک سے) خالص کر کے۔ دیکھو خالص

عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا ہے) اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان کا فیصلہ کر دے گا بیشک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ ()وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ (سورة زمر)

ترجمہ: کہہ دو کہ مجھ سے ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔۱۱۔اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان بنوں۔

فمن كَانَ يَرْجُو لِقَاءِ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَد(الكهف)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

یعنی تمام عبادات ظاہری و باطنی مالی و بدنی خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور مخلوق کو دکھلاوے کا ارادہ و نیت ہرگز نہ ہو۔ جب کبھی مسلمان میں اخلاص ہو تو نیت بھی صاف ہوگی اور اعمال میں صاف نیت لازم و معتبر ہے جیسے کہ حدیث پاک میں ہے۔

عن محمد بن ابراهيم التيمى انه سمع علقمة بن وقاص الليثى يقول سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ على المنبر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرىء ما نوىٰ فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله الىٰ دنيا يصيبها او الىٰ امرأة ينكحها فهجرته الىٰ ما هاجر اليه (رواه البخارى)

ترجمہ: علقمہ بن وقاص اللیثیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرما رہے تھے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کیلئے وہ ہے جو اس کی نیت میں ہو پس اگر کسی نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے رضا کی خاطر ہجرت کی ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کیلئے ہے یا دنیا حاصل کرنے کیلئے ہجرت کی ہو تو اس کو دنیا ملے گی اور اگر کسی نے کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے سفر ہجرت اختیار کیا ہو تو اس کو وہی چیز ملے گی جو اس کی نیت میں ہو۔

عن أبى أمامة قال جاء رجل الى النبى ﷺ فقال أرأيت رجلاً غيراً يلتمس الأجر والذكر ماله فقال رسول لله ﷺ ان الله لا يقبل الا ما كان خالصاًو أبتغى به وجهه (حقيقة البدعة واحكامها)

ترجمہ: ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسے شخص کے بارے میں خبر دیں کہ اس کا اللہ کے ہاں کیا حال ہوگا کہ وہ شخص کسی عمل کے بدلے اجر اور ذکر دونوں کو تلاش کرتا ہو تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کا صرف وہ عمل قبول کرتا ہے جو فقط خالص ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں اخلاص کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اخلاص کی دو قسم ہیں ایک اخلاص یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال کے بدلے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو اور دوسری قسم اخلاص یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال کے بدلے اللہ تعالیٰ سے جنت اور جنت کی نعمتوں کا طالب ہو اور یہ دونوں اقسام جائز اور عمدہ ہیں اس کے علاوہ اخلاص نام کی کوئی شئی نہیں اور بندہ جو بھی عمل کرتا ہو وہ سب بے کار فضول اور عبث ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا بلکہ بہت سے ایسے اعمال کی وجہ سے بندہ گناہ گار اور لائق سزا ہوتا ہے کیونکہ وہ اعمال لوگوں کو دکھلاوے اور نیک نامی حاصل کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔

چنانچہ مسلم شریف میں سلمان بن یسار سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس سے متفرق ہوئے تو اہل شام سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ ہمیں ایک ایسی حدیث بیان کرو جو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے فیصلہ ہوگا وہ ایک شخص ہوگا جو کہ شہید ہو گیا ہوگا اسے طلب کیا جائے گا اور جو نعمتیں اسے دی گئی تھیں وہ اسے دیکھائیں جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا پھر ارشاد ہوگا کہ تو نے ان نعمتوں کو کس طرح استعمال کیا وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے تو اسلئے لڑا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے سو وہ ہو گیا پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا کہ اس کو جہنم میں منہ کے بل گرا دو اسی طرح علماء اور قاریان حضرات نمازیوں وغیرہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆



اداریہ

ہم نے اپنے خون سے اس گلشن کی آبیاری کی

یہ اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کہ اس کے پیروکاروں نے اس کی حفاظت اور بقاء کے لئے کبھی بھی کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور بخوشی اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہمیشہ کیلئے امر ہوگئے اسلام کے ان سپوتوں کی ان لازوال قربانیوں کی ایک لمبی تاریخ ہے جس میں ہمیں ہر دور میں امت کے محسنوں کی طویل فہرست ملے گی جنھوں نے اپنی جوانیوں کو دنیا کے رعنائیوں کے بجائے سنگلاخ پہاڑوں میں اسلیئے گزاری تاکہ امت کے درد اور غموں کا مداوا اور ظلم کی تاریک رات کو ایک روشنیوں سے بھری صبح میں تبدیل کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کو نافذ کر کے انصاف کا بول بالا کریں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے کے ان جانبازوں میں سے ایک قاری شکیل احمد حقانی شہید رحمہ اللہ بھی ہے جو کہ اپنی شخصیت میں باکمال اور غیرت وحمیت کا پیکر تھے، وہ شریعت اسلامی کا مکمل نمونہ تھے، بہترین اخلاق اور سیرت کے مالک اس شخصیت کے بہت دلوں پر حکمرانی تھی وہ نیک باپ کے عظیم بیٹے تھے، انہوں نے اپنی زندگی کو اسلامی احکامات کے مطابق گزاری اور اسی پر ہی قربان کردی عمر کا ابتدائی حصہ حصول علم میں گزاری اور دوران طالب العلمی ہی سے جہاد کے میدانوں کا رخ کر کے جلد ہی اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے بدولت جہادی حلقوں میں شہرت حاصل کی، امریکہ کا افغانستان پر حملہ کرنے سے پہلے وہ کشمیر میں جہاد کی سرگرمیوں میں مصروف تھے اور حرکت المجاہدین نامی تنظیم کے علاقائی امیر بھی رہے ، ۲۰۰۷ء تک افغانستان کے مجاہدین کے ساتھ مل کر نیٹو اور امریکی فورسز کے خلاف برسرپیکار رہے، لیکن ۲۰۰۷ء میں عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ کی پاکستانی مجاہدین کی تحریک کی کوششوں پر لبیک کہتے ہوئے اس کا حصہ بن گئے، وہ تحریک کے بانی رہنماؤں میں سے تھے، تحریک کے وجود میں آنے کے بعد وہ عمر خالد خراسانی صاحب کے نائب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معاملہ فہم عسکری کمانڈر بھی رہے، مجاہدین نے انکی قیادت میں دشمن پر پے درپے سخت حملے کر کے دشمن کو شدید نقصان پہنچایا، ان کی قابلیت کو دیکھ کر حکیم اللہ محسود شہید رحمہ اللہ کے دور میں ان کو تحریک کے مرکزی رہبری شوریٰ کا امیر مقرر کیا گیا، ان کے دور امارت میں شوریٰ پر مجاہدین کے اعتماد میں اضافہ ہوگیا، وہ مجاہدین کے باہمی اتحاد واتفاق پر یقین رکھتے تھے، اس سلسلے میں ان کی خدمات قابل قدر تھیں ، مجاہدین کے درمیان کچھ باہمی اختلافات کے خاتمے میں حائل کچھ وجوہات کی وجہ سے شوریٰ کی امارت سے احتجاجاً مستعفی ہوگئے، وہ عسکری میدان کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی اپنی مثال آپ تھے، تحریک کے سیاسی شوریٰ کے امیر کی حیثیت سے مذاکراتی ٹیم کے سربراہ بھی رہے، جہاد پاکستان اور پاکستانی مجاہدین میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے، یہی بات دشمن کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اسلیئے ہمیشہ وہ دشمن کے نشانے پر رہے۔ ۲۰۱۵ء میں مجاہدین کی روپ میں موجود آئی ایس آئی کے دو کارندوں نے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کردیا، اس واقعے میں ڈاکٹر ابوعبیدہ الاسلام آبادی رحمہ اللہ بھی شہید ہوگئے۔ یاد رہے کہ اسلامی لشکر کے اس بہادر سپاہی کے دو سگے بھائی پہلے ہی جام شہادت نوش کر چکے ہیں، اور ایک بھائی سات سالوں سے تاحال مرتدین کے قید میں ہے۔ ان کی شہادت یقیناً مجاہدین اور اسلام کے لئے کسی بڑے نقصان سے کم نہیں اور ان کے جانے سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے میں عرصہ لگے گا مگر اس طرح کے واقعات مجاہدین اسلام کے حوصلوں کو کبھی بھی پست نہیں کر سکتے بلکہ محبوب لوگوں کی شہادتیں ہمارے حوصلوں کو مزید مضبوط کر کے ہمیں اپنے مشن کی تکمیل کی راہ پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کرتی ہیں اور ہمارے دلوں میں دشمنان اسلام سے انتقام لینے کی آگ کو تقویت بخشتی ہیں۔

قاری شکیل احمد حقانی شہید رحمہ اللہ نے اپنی عمر اور جوانی کو قربان کر کے دشمنان اسلام کو یہ پیغام دیا ہے کہ اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والے اب بھی اس امت کے اندر موجود ہیں جو تمھیں کبھی بھی چین سے نہیں سونے دیں گے اور تمہارے ایوانوں پر حملہ آور ہو کر تمہیں آنے والی نسلوں کے لئے نشان عبرت بناتے رہیں گے اور خود اپنے رب کے ساتھ بہترین سودا کر کے اپنی جان کے بدلے جنت کے حقدار ٹھہریں گے، دراصل یہی لوگ کامیاب ہیں جنھوں نے اپنے رب سے سودا کر کے آگے بڑھے اور قرآن کی اس آیت کریمہ کے صحیح مصداق بنے:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا(الاحزاب)

ترجمہ: مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے اور ان کے ادھورے مشن کی تکمیل کا عمل اسی طرح قربانیاں دیکر ہی جاری رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند اور ہمیں مقبول شہادت عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

؎ شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ادارۃ التحقیق والمعارف کے مسؤل حضرت مولانا قاضی حماد صاحب کے ساتھ خصوصی انٹرویو

جس طرح کہ آپ کو معلوم ہے کہ جماعت الاحرار اس وقت ایک عالمگیر جہادی جماعت کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک جہادی جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کے لحاظ سے بھی ایک منظّم جماعت ہے جس میں مختلف ادارے کام کرتے ہیں، ان اداروں میں سرفہرست ادارہ ادارۃ التحقیق والمعارف ہے جس کے ذیل میں کئی بڑے ادارے کام کرتے ہیں۔اس ادارے کے مکمل معلومات کو جاننے کیلئے مجلّہ احیائے خلافت کی ٹیم نے اس ادارے کے مسؤل حضرت مولانا قاضی حماد صاحب حفظہ اللہ کیساتھ ایک تفصیلی انٹرویو کی ہے جو آپ کے حضور میں پیش خدمت ہے۔ادارہ

مجلّہ احیائے خلافت: سب سے پہلے مجلّہ احیائے خلافت کی ٹیم آپ کی بے حد شکرگزار ہے کہ آپ نے مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت ہمیں دیکر مستفید کیا۔

مولانا قاضی حماد صاحب: بأسم رب الشھداء والمجاہدین، میں بھی آپ سب کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے قریب سے بات چیت کرنے کا موقع فراہم کیا۔

مجلّہ احیائے خلاف: آپ ہمارے قارئین حضرات کیلئے اپنا تعارف اور اپنی تحصیل علوم کے بارے میں تمام مراحل سے آگاہ فرمائے تاکہ تمام احیائے خلافت کے قارئین سے آپ کا مکمل تعارف ہو؟

مولانا قاضی حماد صاحب: میرا نام قاضی حماد ہے جب کہ تعلق افغانستان سے ہے صوم وصلوۃ کا پابند ایک دیندار خاندان میں پیدا ہوا، میری کم عمری کا زمانہ تھا کہ سرخ ریچھ روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو دوسرے مسلمانوں کی طرح میرے خاندان والے بھی افغانستان سے پاکستان باجوڑ ایجنسی ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، اس دوران میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور والدین کی ترغیب سے حصول علم پر توجہ دی ابتدائی دینی اور عصری علوم اسی علاقے کے ایک مدرسہ اور سکول میں پڑھا، اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کی غرض سے پشاور کا سفر اختیار کیا اور پشاور میں مشہور دینی درسگاہ المرکز الاسلامی حدیقۃ العلوم میں وہاں کے بہترین اساتذہ سے شرف تلمذ اور حصول علم کی سعادت نصیب ہوئی اور فراغت کے بعد رابطۃ المدارس کی طرف سے درجہ ممتاز کی حیثیت سے سند فراغت عطاء کیا گیا اس کے بعد عالی تحصیلات ننگرہار پوہنتون میں فقہ اور قانون کی فسٹ کلاس ڈگری حاصل کی، ان تمام مصروفیات کے بعد جب افغانستان میں امارت اسلامی کی حکومت قائم تھی تو میں ایک وکیل کی حیثیت سے دو سال تک وکالت کی ذمہ داری سرانجام دیتا رہا اور دیگر تعلیمی اداروں سے بھی وابستہ رہا کہ ان اداروں کے سربراہوں کی جانب سے کئی تعداد خصوصی انعامی اسناد بھی حاصل کیں، اس کے بعد مہمند ایجنسی تحصیل صافی میں قیام پذیر ہوا کہ اہلیان علاقہ نے بار بار دارالعلوم امام ابوحنیفہؒ واقع سوران درہ میں درس وتدریس کی ذمہ داری قبول کرنے پر مجبور کیا، اسی مدرسہ میں درس وتدریس میں مشغول تھا کہ پاکستان میں جہاد کا آغاز ہوا۔

مجلّہ احیائے خلاف: قارئین کیلئے اپنی سیاسی اور جہادی زندگی کے متعلق بھی وضاحت فرمائے؟

مولانا قاضی حماد صاحب: چونکہ میرا تعلق ایک جہادی خاندان سے ہے اس وجہ سے میں بچپن سے جہاد کے ساتھ محبت رکھتا تھا پہلی مرتبہ جب میں دس سال کی عمر کا تھا اپنے بڑے بھائی مولانا تاج محمد حنیف کے ساتھ روسیوں سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ولایت کنڑ میں کئی مرتبہ جنگوں اور تعارضوں میں شریک رہا، آپ نے جہادی سرگرمیوں کے علاوہ سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں بھی سوال کیا تو اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ میں المرکز الاسلامی پشاور میں زیر تعلیم تھا تو سیاسی اعتبار سے میں جمعیت طلباء عربیہ جو کہ علوم اسلامیہ کے طلباء کی ایک سیاسی تنظیم ہے کے ساتھ عرصہ دراز تک وابستہ رہا اس کے بعد جب میں ننگرہار پوہنتون کا محصل تھا اس دوران بھی طلبہ تنظیم کا ایک سرگرم رکن تھا، جس طرح کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ جب میں مہمند ایجنسی میں قیام پذیر تھا اور حکومت پاکستان کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا تو میں نے بھی سابقہ جہادی جذبہ کی وجہ سے تحریک طالبان پاکستان حلقہ مہمند ایجنسی میں امیر محترم عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں پاکستان کے خلاف میدان جہاد میں شریک ہوا، اس جہادی سلسلہ میں امیر محترم کی ہدایت کے مطابق تحریک کے دیگر شعبوں میں بھی خدمات سرانجام دیتا رہا، یعنی حلقہ مہمند ایجنسی میں قائم محکمہ شرعیہ عالیہ کے مسؤل کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے چکا ہوں، پھر خیبر ایجنسی میں محتسب اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوا اور ادارہ احیائے خلافت کا بھی مسؤل رہ چکا ہوں، اس کے علاوہ تحریک طالبان کے مرکزی دارالقضاء میں بھی بحیثیت مسؤل خدمات کر چکا ہوں۔ان

ادارۃ التحقیق والمعارف کے ذیل میں چھ شعبے کام کرتے ہیں، ان شعبوں کی فعالیت کی نگرانی کرنا اس ادارے کی ذمہ داری ہے۔وہ چھ شعبہ جات مندرجہ ذیل ہیں: مدارس، دارالافتاء، شرعی دورہ جات، جماعت الاحرار کیلئے سیاسی پالیسی، شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، محکمہ شرعیہ عالیہ کی نگرانی۔

مراحل سے گزرنے کے بعد جب جماعت الاحرار وجود میں آئی تو رہبری شوریٰ میں رکن کی حیثیت سے کام کرتا رہا اس کے بعد ادارۃ التحقیق والمعارف کمیشن میں بحیثیت مسؤل مقرر ہوا۔

مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے ادارۃ التحقیق والمعارف کا ذکر کیا اس ادارہ کی کیا ذمہ داری ہے اور کس مقصد کیلئے یہ ادارہ کام کرتا ہے اور اس کے دیگر ارکان کیسے لوگ ہیں اور یہ کہ اس ادارے کا طریقہ کار کیا ہے؟

مولانا قاضی حماد صاحب: ادارۃ التحقیق والمعارف کے ذیل میں چھ شعبے کام کرتے ہیں۔ ان شعبوں کی فعالیت کی نگرانی کرنا اس ادارے کی ذمہ داری ہے۔ وہ چھ شعبہ جات درج ذیل ہیں: مدارس، دارالافتاء، شرعی دورہ جات، جماعت الاحرار کیلئے سیاسی پالیسی، شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، محکمہ شرعیہ عالیہ کی نگرانی۔

جبکہ ادارہ میں شامل تمام اراکین اعلیٰ علمی، سیاسی، تجربہ کار مفتیان حضرات پر مشتمل ہیں اور اس ادارے کا طریقہ کار جماعت کی طرف سے جاری کردہ لائحہ عمل میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے، لیکن یہاں میں مختصر طور پر یہ بتاتا چلوں کہ ادارہ کے تمام اراکین باہمی مشاورت سے کام کرتے ہیں اور باہمی مشاورت کے بعد کسی مسئلے کی متعلق کوئی حکم جاری کرتے ہیں۔

مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے ادارہ کے ذیل میں مدارس کا بھی ذکر کیا برائے مہربانی آپ یہ بھی واضح فرمائے کہ ان مدارس میں کون سا نصاب پڑھایا جاتا ہے، جبکہ مغربی میڈیا یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ مجاہدین تعلیم کے خلاف ہیں؟

مولانا قاضی حماد صاحب: اس وقت ادارۃ التحقیق والمعارف کے نگرانی میں آٹھ مدارس مختلف مقامات پر قائم ہیں جو سب کے سب ایک نام یعنی مدینۃ القرآن کے نام سے مشہور ہیں اور تقریباً سولہ سو طالب علم ان مدارس میں زیر تعلیم ہیں جبکہ ہمارے مدارس کے دینی نصاب میں بچوں کو ناظرہ قرآن، حفظ قرآن، دینی وعصری علوم شامل ہیں۔ ہم نے اس بات کا باقاعدہ خیال رکھا ہے کہ ان مدارس میں دنیا کے مشہور ترین علمی اداروں کی طرف سے جاری کردہ نصاب تعلیم کو مدنظر رکھ کر رائج کیا ہے تاکہ فارغ التحصیل طلباء قرآن وحدیث، فقہ، اصول فقہ، صرف ونحو، منطق، ادب، اصول حدیث کے علاوہ اسلامی تاریخ اور سیاست پر عبور حاصل ہو، اسلئے کہ علمی میدان میں ہمارے فارغ شدہ طالب علم کفر کا قلع، قمع اور مستشرقین ومستبشرین کا خوب مقابلہ کرنا جانتا ہو اور قائدانہ صلاحیتوں کا مالک بھی ہو اور الحمدللہ ہمارے مدارس میں ممتاز جید اور ماہر علماء کرام درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے مدارس میں داخل تمام طالب العلموں کی استعداد دیگر تمام مدارس کے طالب العلموں سے زیادہ اور بہتر ہے۔ عصری نصاب تعلیم میں انگلش، اردو، فارسی، پشتو، سائنس، ریاضی، کمپیوٹر وغیرہ شامل ہیں، ہمارا یہ نصاب تعلیم مغربی نظریات وافکار کے خلاف صاف ستھرا اسلامی نصاب تعلیم ہے اور مغربی میڈیا جو منفی غلیظ ورکیک پروپیگنڈہ کرتا ہے یہ سراسر جھوٹ پر مبنی اور مسلم دشمن حرکات میں سے ہیں، کیونکہ علم روشنی ہے اور علم ہی کے ذریعے حق اور باطل میں تمیز کرنا ممکن ہے اور معرفت الٰہی کا ذریعہ اور نجات کا راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: وقل ربی ذدنی علما۔ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور مزید یہ کہ علم سے عقیدت ومحبت کو ہم نے عملی طور پر ماحول میں ثابت کیا ہے کہ ہم نے قیام مدارس اور اس کیلئے درکار وسائل کو فراہم کیا ہے۔ میں مغربی میڈیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ ایک طالب علم جس نے کسی مغربی طرز کے تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کیا ہو کس قدر گھٹیا سوچ وعقل کا مالک تمام تر انسانی واخلاقی قدروں سے بے زار جانوروں کی مانند غیر مہذب شخص ہوتا ہے، جبکہ ہمارے اسلامی مدارس میں داخل طالب العلم اعلیٰ درجہ مہذب تعمیری سوچ کا مالک اخلاقی قدروں کا حامل ہوتا ہے۔

> ہمارا دارالافتاء نہ صرف یہ کہ جہادی عسکری مسائل کے متعلق فتویٰ جاری کرتے ہیں بلکہ ہر خاص وعام کو روزمرہ زندگی سے متعلق تمام مسائل کے جوابات شریعت مطہرہ کی روشنی میں دیئے جاتے ہیں اور ہمارے دارالافتاء کا امتیاز یہ بھی ہے کہ ہم سائل کو کسی مسئلے کے جواب میں چاروں مشہور مذاہب کے اقوال فقہاء کی روشنی میں تحریری جواب دیتے ہیں اور ان تمام فتاویٰ کا رکارڈ اپنے پاس محفوظ کر لیتے ہیں۔

مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے ادارۃ التحقیق والمعارف کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ذکر کی کہ یہ ادارہ جماعت الاحرار کیلئے پالیسی بھی وضع کرتا ہے کیا یہ ادارہ جماعت الاحرار کیلئے براہ راست اپنی طرف سے پالیسیاں وضع کرتا ہے یا جماعت الاحرار کے ذمہ داروں کو پالیسی وضع کرنے میں مشورے دیتے ہیں اور کیا پالیسیاں وضع کرنے میں شرعی حدود کا بھی کوئی خیال رکھا جاتا ہے؟

مولانا قاضی حماد صاحب: پالیسی وضع کرنے کے متعلق بات یہ ہے کہ اراکین ادارہ جماعت الاحرار کے مرکزی شوریٰ کیلئے پالیسی بنانے میں مشورے دیتے ہیں اور شوریٰ کی طرف سے جو بھی فرامین جاری کئے جاتے ہیں تو یہ ادارہ اس کی کڑی نگرانی کرتا ہے کہ کوئی غیر شرعی امر جاری نہ ہو۔ الحمدللہ ہمارے تمام امور میں سو فیصد شریعت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے پہلے ذکر فرمایا کہ ادارہ میں دارالافتاء بھی ہے آیا اس دار الافتاء سے صرف وہ فتاویٰ جاری کئے جاتے ہیں جو کہ مجاہدین یا جہادی وعسکری مسائل

کے متعلق ہوں یا دیگر مسلمان بھائی بھی شرعی طریقہ سے اپنے مشکلات کے حل کیلئے اس ادارہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

مولانا قاضی حماد صاحب: ہمارا دارالافتاء نہ صرف یہ کہ جہادی عسکری مسائل کے متعلق فتویٰ جاری کرتے ہیں بلکہ ہر خاص وعام کو روز مرہ زندگی سے متعلق تمام مسائل کے جوابات شریعت مطہرہ کی روشنی میں دئے جاتے ہیں اور ہمارے دارالافتاء کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ ہم سائل کو کسی مسئلے کے جواب میں چاروں مشہور مذاہب کے فقہاء کے اقوال کی روشنی میں تحریری جواب دیتے ہیں اور پھر ان تمام فتاویٰ کا ریکارڈ اپنے پاس بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔

مجلّہ احیائے خلافت: جماعت الاحرار کی کوششوں کے نتیجے میں جو شرعی محکمہ قائم ہوا ہے یہ شرعی محکمہ لوگوں کے تنازعات کو حل وفصل کرنے کے بعد اگر کوئی فریق اس شرعی فیصلے پر مطمئن نہ ہو تو یہ ادارہ ان شکایات کے ازالہ کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کرتا ہے؟

مولانا قاضی حماد صاحب: چونکہ جہاد سے ہمارا مقصود صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام قانون کا نفاذ ہے اس مقصد کیلئے ہمارے مجاہد بھائیوں نے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا ان مجاہدین کی قربانی کے نتیجے میں محکمہ شرعیہ کا قیام عمل میں لایا گیا یعنی یہ شرعی محکمہ بڑی قربانیوں کے بعد وجود میں آیا ہے تو اسلئے شرعی فیصلہ کے صدور میں ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ اس میں کوئی شرعی نقص نہ ہو پھر بھی اگر کوئی فریق مطمئن نہ ہو تو اس فریق کو اس بات کی مکمل اجازت دی جاتی ہے کہ وہ یہ فیصلہ کسی بھی مستند دارالافتاء سے تصدیق یا تردید کرا سکتا ہے، اگر کسی مستند دارالافتاء کی طرف سے فیصلے میں شرعی نقص کی نشاندہی کی جائے تو یہ ادارہ اس تردیدی فتویٰ کی جانچ پڑتال کے بعد کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے۔

مجلّہ احیائے خلافت: جہاد پاکستان کے متعلق ادارۃ التحقیق والمعارف نے سینکڑوں فتاویٰ جاری کئے ہیں، لیکن پھر بھی کچھ علماء ایسے ہیں جو کہ موجودہ حکومت کا اہم حصہ اور جہاد پاکستان کے قائل نہیں، ایسے علماء کے بارے میں آپ کیا کہنا پسند کریں گے؟

مولانا قاضی حماد صاحب: ایسے علماء کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن وحدیث میں غور کریں اور پھر اس کے مقتضاء کے مطابق عمل کریں، قرآن مجید میں سورہ الاحزاب اور آیات قتال کا بغور مطالعہ کریں، الولاء والبراء یعنی کفار سے دوستی کی حرمت پر یقین رکھے، کتب احادیث میں کتاب الجہاد اور کتب فقہ میں کتاب السیر، سیرۃ وتاریخ میں غزوات اور سرایہ پر توجہ دیں آخر ان قرآنی آیات واحادیث پر کب عمل ہوگا اور جہاد کا وہ زمانہ کب اور کس وقت آئے گا جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحتاً امر ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد وقتال کیلئے نکلو ان علماء حضرات کو چاہیئے کہ وہ اس بات پر بھی توجہ دیں کہ جس ملک میں اسلامی نظام قانون کے بجائے ایسا قانون رائج ہو جو باتفاق امت مسلمہ کفری قانون ہو تو اس ملک کا حکمران کیسے مسلمان ہو سکتا ہے اس میں تو کسی کو شبہ نہیں کہ امریکا، برطانیہ جیسے دیگر ممالک کفری ہیں کیونکہ وہاں کے حکمران اسلام کو نہیں مانتے اور نہ ہی اسلامی قانون کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ پاکستان میں بھی یہی حال ہے کہ یہاں کے حکمرانوں نے جمہوریت کو پسند کیا اور الٰہی نظام قانون کے نفاذ میں کفار کے کہنے پر رکاوٹیں ڈال دئے ہیں۔ جو لوگ قرآنی احکام پر عمل نہیں کرتے کیا وہ لوگ منکرین قرآن شمار نہیں ہونگے؟ کیا حکمرانان پاکستان نے علماء، مساجد، مدارس کو شہید ومسمار نہیں کیا؟ کفری ممالک سے دوستانہ تعلقات اور مسلمانوں سے دشمنی کو روا نہیں رکھا؟ مجاہدین کے خلاف آپریشن کے نام پر بمباری اور گولہ باری کر کے ہزاروں بے گناہوں، مردوں، عورتوں، بچوں کو بے دردی سے شہید نہیں کیا؟ لال مسجد جامعہ حفصہؓ کے معصوم اور نہتے طلباء وطالبات پر بے پناہ مظالم کو فخر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے؟ حالانکہ ان معصوم جانوں کا کیا گناہ تھا صرف یہ کہ اسلامی نظام قانون کو عملی طور پر پاکستان میں نافذ کرنا چاہتے تھے اور یہ جدوجہد قانونی طور پر جائز بھی تھا، کیونکہ پاکستان اسی اسلامی نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا۔ کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

مجلّہ احیائے خلافت: پاکستانی مسلمانوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولانا قاضی حماد صاحب: پاکستانی غیور مسلمانوں کیلئے ہمارا پیغام یہ ہے کہ قیام پاکستان کا نظریہ ذہن نشین کر کے اسلامی نظام قانون کے نفاذ میں مجاہدین کا ساتھ دیجئے اور موجودہ حکمرانان پاکستان جو کہ مغربی قوتوں کی کٹھ پتلی حکومت ہے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، کیونکہ یہ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔

مجلّہ احیائے خلافت: آخر میں آپ مجاہدین کے نام کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولانا قاضی حماد صاحب: دنیا میں جہاں بھی مجاہدین کا وجود ہے سب کے سب کا ایک ہی مقصود ہے کہ حاکمیت الٰہی کا نفاذ ممکن ہو اور اس مقصد کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے، لیکن ایک ایسے مشکل کا تذکرہ کروں جو کہ مجاہدین کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ یہ کہ مجاہدین کے اندر باہمی اتفاق واتحاد کا فقدان ہے اگر مجاہدین باہمی اتفاق واتحاد کے طریقہ کار پر عمل کرے جو کہ رضائے الٰہی کا سبب اور کامیابی کا ضامن بھی ہے اگر مجاہدین کا یہ باہمی مشکل حل ہو تو پھر کوئی بھی قوت ان کی کامیابی میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو باہمی اتفاق واتحاد اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

> دنیا میں جہاں بھی مجاہدین کا وجود ہے سب کے سب کا ایک ہی مقصود ہے کہ حاکمیت الٰہی کا نفاذ ممکن ہو اور اس مقصد کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے، لیکن ایک ایسے مشکل کا تذکرہ کروں جو کہ مجاہدین کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ یہ کہ مجاہدین کے اندر باہمی اتفاق واتحاد کا فقدان ہے



میدان جنگ

غیر محفوظ ہوتا پاکستان

عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ صاحب

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے امریکا میں نائن الیون کے حملے کروا کر دشمن کے دانت تو کھٹے کر ہی دیئے مگر اس حملے کے بعد دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، ایک حصہ ان اسلام پسند مجاہدین کا تھا جو بہت دیر سے کسی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے اب جب ان کو یہ موقع ملا ہی تھا تو انہوں نے اس کو ضائع کئے بغیر جہاد کے عملی میدان میں قدم رکھا اور یوں جہاد کو دنیا میں ایک نئی اور تازہ دم روح فراہم ہوگئی یہ وہی وقت تھا جب امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ نے سخت فیصلہ لے کر اللہ تعالی کے ایک مسلمان بندے کی خاطرا حکومت کو قربان کردیا اور ہزاروں مجاہدین نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے دوسرا فریق کفار اور ان کے اتحاد میں شامل ہونے والے ان برائے نام مسلمان حکمرانوں کا تھا جنھوں نے اپنی حکومت اور بادشاہت کو بچانے کے لیے کفار کا ساتھ دیا اور وہاں سے خوب آشیر باد کے ساتھ ساتھ بوریاں بھر بھر کر ڈالر بھی وصول کئے اپنے مفادات کے لیے لینے والے فیصلوں کو ان حکمرانوں نے ملک وقوم کی بقاء قرار دیکر اپنے احمقانہ فیصلوں کو قومیت کی خوشنما پردے میں رکھنے کی کوشش کی مگر ان کے اس غیر اسلامی فیصلوں نے ان کے ممالک کو ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں دھکیل دیا ایسے ممالک میں پاکستان سرفہرست ہے پاکستان کے اس وقت کے حکمران نے ایک کال پر ہتھیار پھینک کر اپنی ڈرپوک اور غلام ذہنیت کے خوب جوہر دکھائے یوں دنیا کے اسلام پسند مجاہدین کی توجہ بھی اس طرف مبذول کروادی اس سے پہلے دنیا میں یہی تاثر تھا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہوا ملک ہے اور اسکا مطلب صرف اور صرف لا الہ الا اللہ ہے مگر اس ملک میں اس کے وجود کے وقت سے ہی کفار کے قوانین اور آئین نافذ تھا۔رہی سہی کسر اس امریکہ کی افغانستان حملے کے بعد نیٹو اور امریکی فورسز کے اتحادی ہونے،ان کو سپلائی کا راستہ دینے ،افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کو گرانے کے لیے یہاں کے ایئر پورٹس سے اڑنے والے پروازوں اور پاکستان آنے والے مجاہدین کو پکڑنے چند ڈالروں کے عوض بیچنے اور ان کو شہید کرنے نے پوری کردی مجھے یاد ہے جب جنوری ۲۰۰۲ میں تمام اخلاقیات ، انسانی اصولوں اور مذہبی اقدار کو پس پشت ڈال کر امارت اسلامی افغانستان کے سفیر ملا عبد السلام ضعیف کو امریکہ کے حوالے کر دیا یہ سلسلہ یہی نہیں رکا بلکہ سینکڑوں عرب اور عجم مجاہدین جس میں درجنوں جہادی قائدین بھی شامل تھے امریکہ اور دیگر کفار کے حوالے کیا گیا بے غیرتی اور کفر کی انتہاء اس وقت کی گئی جب ایک مسلمان عورت تمام مسلمانوں کی بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کردی گئی اس طرح کی بے غیرتی کی مثال اسلامی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے یہی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کئے گئے۔

> بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے مدارس پر بمباری ہورہی ہو اور آپ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں مخلوط محافل کا اہتمام کیا جارہا ہوں، ہمارے اس کھنڈر کھنڈر مدارس کے طلباء جو تمہارے بموں کا شکار ہوئے ہیں کالج اور یونیورسٹیوں میں ضرور آئیں گے لیکن اگر وہ اپنے ساتھ راکٹ لانچر، ہینڈ گرنیڈ اور کلاشنکوف لائیں تو پھر نہ کہنا کہ پاکستان غیر محفوظ ہوگیا۔

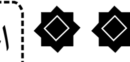
اس ملک میں اسلام پسندوں کے خلاف جولائی ۲۰۰۲ میں پہلے خیبر ایجنسی اور پھر جنوبی وزیرستان میں دہشتگردی کے نام پر آپریشن شروع کیا گیا دو سال کے اس آپریشن میں ۸۰ ہزار تک فوجیوں نے حصہ لیا جو کہ مارچ ۲۰۰۴ میں اسمیں شدت آئی اور جنوبی وزیرستان کا پرامن شہر وانا میدان جنگ بن گیا اس لڑائی میں درجنوں لوگ شہید کردیئے گئے ان مرتدین نے نہ صرف خود بے گناہ قبائیلی مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ دیئے بلکہ اپنے آقا امریکہ کو بھی کھلی چھٹی دیدی کہ وہ جب اور جیسے چاہے اپنی خونی پیاس کو بے گناہ قبائیلیوں کے خون سے بجھا سکتے ہیں جس کا انہوں نے خوب مظاہرہ بھی کر کے دکھایا ، جون ۲۰۰۴ میں امریکیوں نے میزائل حملہ کر کے مولوی نیک محمد کو شہید کردیا جنوری ۲۰۰۶ کو باجوڑ ایجنسی کے گاوں ڈمہ ڈولہ میں فضائی حملہ کر کے اٹھارہ قبائیلی مسلمانوں کو شہید کردیا، اسی سال ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۶ کو باجوڑ ایجنسی کے علاقے انعام خور وچینہ گئی میں ایک اسلامی مدرسے پر بمباری کر کے ۸۴ بچوں کو شہید کردیا گیا پہلے اس حملے کی ذمہ داری پاکستانی مرتدین نے اپنے سر لی تاکہ اپنے کافر آقا کی سیاسی حفاظت بھی کی جاسکے مگر جب آقا کو اپنے غلام کی زیادہ چاپلوسی پسند نہیں آئی اور اس حملے کے بارے اپنی ڈھٹائی واضح کردی تو پاکستانی مرتدین کے ارتداد کی تمام دلیلیں پوری ہوگئیں کفر کے ساتھ دوستی اور اس واضح ارتداد کے بعد اسلام پسند مجاہدین بھی پاکستان کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوگئے مجاہدین آپس میں

رابطے کررہے تھے کہ جولائی ۲۰۰۷ میں لال مسجد کا دلخراش واقعہ رونما ہوا جس میں غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ سمیت سینکڑوں طلباء کو بے دردی کیساتھ فاسفورس بموں کا نشانہ بنا کر شہید کردیا گیا مذکورہ تمام واقعات نہ بھولنے اور نہ معاف کرنے کے قابل تھے اور یہی اسباب مجاہدین کے اتحاد و اتفاق کا سبب بنے اور اس طرح دسمبر ۲۰۰۷ کو تحریک طالبان پاکستان کی صورت میں ایک تحریک وجود میں آئی جس میں پاکستان کے تمام مجاہدین کی نمائندگی تھی تحریک کے وجود میں آنے کے بعد مجاہدین نے سخت ردعمل کا مظاہرہ اپنے شدید حملوں سے کیا اور یوں پاکستان ایک غیر محفوظ ملک بن گیا، یہ تو صرف نقطہ آغاز تھا اگر یہی پر ہوش سے کام لیکر کفار سے دوستی ختم کر کے مسلمانوں کے اس ملک میں اسلامی نظام کی تنفیذ کی جاتی تو مزید تباہی سے بچا جاسکتا تھا لیکن فوج اور حکمرانوں نے اپنے مفادات اور ڈالروں کو عزیز جان کر اس سلسلے کو جاری رکھا باری باری تمام قبائیلی ایجنسیوں میں مجاہدین کے خلاف آپریشنز کئے تاکہ مجاہدین کا خاتمہ کر کے وہ اپنے آپ کو محفوظ کرسکے مگر وہ وقت کے ساتھ ساتھ غیر محفوظ ہوتے گئے کیونکہ اسی ملک میں ہمارے محبوب شیخ اسامہ بن لادنؒ کو ان مرتدین کے تعاون سے ہی شہید کردیا گیا فوجی دور میں شروع ہونے والا یہ سلسلہ سیاسی غلاموں نے بھی من وعن جاری رکھا اور ڈالروں کے حصول میں وہ بھی فوجی حکمرانوں سے پیچھے نہیں رہے اور ایک وقت میں مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر پس پردہ جنگ کی تیاری شروع کردی، کیونکہ مذاکرات ان کے لیے صرف ایک سیاسی گیم ہی تھا اگر وہ مذاکرات کرکے اس کو کامیاب بناتے تو پھر ڈالروں کا حصول ان کے لئے ناممکن ہوجاتا آرمی پبلک سکول پر حملے کے بعد نیشنل ایکشن پلان کے نام پر ایک کفریہ لائحہ عمل تشکیل دیکر تمام کلمہ گو مسلمانوں کا جینا حرام کردیا، مدارس کے خلاف مختلف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر کے ان کو قومی دھارے کے نام پر کفری دھارے میں بند کرنے کی کوششیں تاحال جاری ہیں، بغیر کسی قانون کے مجاہدین کو پھانسیاں چڑھائی جارہی ہیں، جعلی مقابلوں میں بے گناہوں کی شہادتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی تاحال جاری ہے اور تمام قبائیلی علاقوں میں اجتماعی ذمہ داری کے نام پر قبائیلیوں کی گرفتاری اور سالوں تک جیلوں میں رکھنے سمیت اور بھی درجنوں ایسے غیر اسلامی اور انسانی اعمال ہیں جس نے پاکستان کو ایک کفری اور مرتد ریاست بنا کر غیر محفوظ بنادیا، اب فیصلہ ہوچکا کہ اس ملک میں اگر اسلام اور مسلمان محفوظ نہیں رہ سکتا تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا اگر ہمارے علماء وطلبا اور امراء محفوظ نہیں تو آپ کو بھی اپنے طلباء، اساتذہ، وکیلوں، ججوں، سیکیورٹی اہلکاروں، سیاستدانوں اور دیگر ائمہ کفر کے غیر محفوظ ہونے کی نوید دے رہا ہوں ہاں ہاں بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے مدارس پر بمباری ہورہی ہو اور آپ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں مخلوط محافل کا اہتمام کیا جارہا ہوں ہمارے اس کھنڈر کھنڈر مدارس کے طلباء جو تمہارے بموں کا شکار ہوئے ہیں کالج اور یونیورسٹیوں میں ضرور آئیں گے لیکن اگر وہ اپنے ساتھ راکٹ لانچر، ہینڈ گرنیڈ اور کلاشنکوف لائیں تو پھر نہ کہنا کہ پاکستان غیر محفوظ ہوگیا۔

بقیہ از: باطل بیانیئے اور اسلام

مسلمانوں کے اس ملک میں آج کل ان دونوں افکار کا خوب چرچا ہے اور ان باطل افکار کے حاملین یہی باور کرانے میں مصروف نظر آتے ہیں کہ یہی وقت کی ضرورت ہے دوسری طرف اسلام ہے جو امن، سلامتی اور انصاف کا دین ہے جو کہ ہر کسی کے حقوق کا محافظ اور آئینہ دار ہے جہاں برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے کسی عجمی کو کسی عربی اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، جو اجتماعیت کا درس دیتا ہے جو اس کائنات کے رب کا نازل کردہ نظام ہے، جو میرے پیارے آقا اور رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمودات اور تعلیمات پر مبنی ہے، جس کا کوئی متبادل نہیں ہوسکتا، جو پوری انسانیت کے لیے ہے، جو حق ہے اور رہے گا، جس کے پیروکاروں نے اس کے خاطر کبھی بھی کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

ان تمام بیانیوں کا چرچا اس ملک میں ہورہا ہے جس کے حصول کے وقت لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگایا گیا تھا، جس کے قیام میں ہزاروں مسلمانوں کا خون شامل ہے، اب ان کو اتنی آسانی سے کیسے ان باطل نظریات کے حوالہ کیا جاسکتا ہے، اہلیان اسلام نے ہمیشہ باطل افکار کو شکست دی ہے، ان حواس پرستوں کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا شریعت اسلامی اس ملک کا مقدر ہے، جس کے عملی تنفیذ کے لیے مجاہدین اسلام کی جدوجہد جاری رہی گی اور وہ دن ضرور آئیگا کہ یہاں اسلام کی بہاریں ہونگی اور یہاں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیانیہ چلے گا پھر ان کو کونٹ اور دیسی ساختہ سیکولرز اور ہندوازم کے ماننے والوں کو کہیں بھی جگہ نہیں ملے گی۔ ان شاء اللہ۔



یہ چراغ پھونکوں سے نہ بجھایا جائے گا

احسان اللہ احسان صاحب

اسلام دین حق ہے، اسمیں ہر انسان کیلئے امن اور خوشحالی کی نوید موجود ہے جس پر چل کر انسانیت اپنی اگلی منزل کو اپنے لئے آسان اور پر آسائش بنا سکتی ہے، مگر دنیا میں ایسے عناصر ہر دور میں موجود ہوتے ہیں جو اسلام کو کسی نہ کسی صورت میں نقصان پہنچانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں وہ مختلف طریقوں سے اسلام پر حملہ اور ہوتے ہیں کبھی میدانوں میں آ کر تو کبھی فکری اور نظریاتی طور پر حملہ کرتے ہیں کبھی مادی وسائل اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں تو کبھی مسلمانوں کے اندر موجود چند مفاد پرستوں کے ذریعے سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کفار کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ وہ شعائر اللہ کی توہین کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان میں سے ایک نامدار رسالت ﷺ کی شان میں گستاخی ہے مگر اگر ہم دور نبوت سے لے کر آج تک کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں شمع رسالت کے پروانوں کی ایک لمبی فہرست ملے گی جنہوں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو واصل جہنم کیا یہ سلسلہ دور نبوت سے ہی شروع ہے ایک طرف اگر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی بچانے کیلئے ابو دجانہ جیسے جانباز ملیں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر دشمن کے تیروں کیلئے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا مگر اس کے علاوہ سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی رسول اللہ کی حفاظت کی خاطر کسی آہنی دیوار سے کم نہ تھے، حضرت طلحہؓ، حضرت زیاد بن سکن انصاریؓ حضرت عمار بن زیاد نے بھی بخوشی جان دے دی مگر شمع رسالت کو بجھنے سے بچا لیا جس طرح نبی کریم ﷺ کی زندگی بچانے کیلئے صحابہؓ نے جانوں کی پرواہ نہیں کی اسی طرح ان کی عزت اور شان میں بھی مسلمانوں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ان میں چند ایک جانثاروں کا تذکرہ ضروری ہے:

ایک یہودی جس کا نام ابو رافع یا عبداللہ بن ابی الحقیق تھا یہ بہت ہی دولت مند تاجر تھا لیکن اسلام کا بڑا دشمن اور بارگاہ نبوت کی شان میں بدترین گستاخ اور بے ادب تھا، چند صحابہ نے ان کو قتل کرنے کیلئے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بعد عبداللہ بن عتیکؓ نے اس گستاخ کو قتل کیا بخاری شریف میں واقعہ کچھ یوں نقل ہے:

براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کے پاس کئی انصاریوں کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا ابو رافع دشمن رسول ﷺ تھا اور مخالفین رسول ﷺ کی مدد کرتا تھا اس کا قلعہ حجاز میں تھا اور وہ اسی میں رہا کرتا تھا جب یہ لوگ اس قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب گیا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو شام ہونے کی وجہ سے واپس لا رہے تھے عبداللہ بن عتیکؓ نے ساتھیوں سے کہا تم یہی ٹھہرو میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی بہانہ کر کے اندر جانے کی کوشش کروں گا چنانچہ عبداللہ بن عتیک دروازہ کے قریب پہنچ گئے پھر خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپایا جیسے کوئی رفع حاجت کیلئے بیٹھتا ہے قلعہ والے اندر جا چکے تھے دربان نے عبداللہ بن عتیکؓ کو یہ خیال کر کے کہ ہمارا آدمی ہے آواز دی اور کہا! اے اللہ کے بندے اگر تو اندر جانا چاہتا ہے تو آ جا کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں عبداللہ بن عتیکؓ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر اندر گیا اور چھپ رہا اور دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کیل میں لٹکا دی جب دربان سو گیا تو میں نے اٹھ کر چابیاں اتار لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا تا کہ بھاگنے میں آسانی ہو، ادھر ابو رافع کے پاس رات کو داستان ہوتی تھی وہ اپنے بالا خانے پر بیٹھا داستان سن رہا تھا جب داستان کہنے والے تمام چلے گئے اور ابو رافع سو گیا تو میں بالا خانے پر چڑھا اور جس دروازے سے میں داخل ہوتا تھا اس کو اندر سے بند کر لیتا تھا اور اس سے میری یہ غرض تھی کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے تو ان کے پہنچنے تک میں ابو رافع کا کام تمام کر دوں غرض میں ابو رافع تک پہنچا وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے بچوں کے ساتھ سو رہا تھا میں اس کی جگہ کو اچھی طرح معلوم نہ کر سکا اور ابو رافع کہہ کر پکارا اس نے کہا کون ہے؟ میں نے آواز پر بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا میرا دل دھڑک رہا تھا مگر یہ وار خالی گیا اور وہ چلایا میں کوٹھڑی سے باہر آ گیا اور پھر فوراً ہی اندر جا کر پوچھا کہ اے ابو رافع تم کیوں چلائے؟ اس نے مجھے اپنا آدمی سمجھا اور کہا تیری ماں تجھے روئے ابھی کسی نے مجھ پر تلوار سے وار کیا ہے یہ سنتے ہی میں نے ایک ضرب اور لگائی اور زخم اگر چہ گہرا لگا لیکن مرا نہیں آخر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ دی اور زور سے دبائی وہ چیرتی ہوئی پیٹھ تک پہنچ گئی اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو گیا پھر میں واپس لوٹا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا اور سیڑھیوں سے اترتا جاتا تھا میں سمجھا کہ زمین آ گئی ہے چاندنی رات تھی میں گر پڑا اور پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنے عمامہ سے پنڈلی کو باندھ لیا اور قلعہ سے باہر آ کر دروازہ پر بیٹھ گیا اور دل میں طے کر لیا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اس کے مرنے کا یقین نہ ہو جائے آخر صبح ہوئی مرغ نے اذان دی اور قلعہ کے اوپر دیوار پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے کہا کہ لوگو! ابو رافع حجاز کا سوداگر مر گیا میں یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا اور ان سے آ کر کہا اب جلدی چلو یہاں سے اللہ نے ابو رافع کو ہلاک کر دیا اس کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر خوشخبری سنائی آپ ﷺ نے میرے پیر کو دیکھا اور فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلایا آپ ﷺ نے دست مبارک پھیر دیا بس ایسا

معلوم ہوا کہ اس پیر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں کعب بن اشرف یہودی بھی آگے آگے تھا، یہودیوں میں کعب بن اشرف بہت ہی دولت مند تھا۔ یہودی علماء اور یہود کے مذہبی پیشواؤں کو اپنے خزانے سے تنخواہ دیتا تھا۔ دولت کے ساتھ شاعری میں بھی بہت باکمال تھا جس کی وجہ سے نہ صرف یہودیوں بلکہ تمام قبائل عرب پر ان کا ایک خاص اثر تھا۔ ان کو حضور ﷺ سے سخت عداوت تھی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور سرداران قریش کے قتل ہو جانے سے اس کو انتہائی رنج وصدمہ ہوا۔ چنانچہ یہ قریش کی تعزیت کیلئے مکہ گیا اور کفار قریش کا جو بدر میں مقتول ہوئے تھے ایسا پُر درد مرثیہ لکھا کہ جس کو سن کر سامعین کے مجمع میں ماتم برپا ہو جاتا تھا۔ اس مرثیہ کو ایک شخص قریش کو سنا سنا کر خود بھی زاروقطار روتا تھا اور سامعین کو بھی رلاتا تھا۔ مکہ میں ابو سفیان سے ملا اور اس کو مسلمانوں سے جنگ بدر کا بدلہ لینے پر ابھارا بلکہ ابوسفیان کو لے کر حرم میں آیا اور کفار مکہ کے ساتھ خود بھی کعبہ کا غلاف پکڑ کر عہد کیا کہ مسلمانوں سے بدر کا انتقام ضرور لیں گے پھر مکہ سے مدینہ لوٹ کر آیا تو حضور ﷺ کی ہجو لکھ کر شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنے لگا، اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کو چپکے سے قتل کرا دینے کا قصد کیا۔ کعب بن اشرف یہودی کی یہ حرکتیں سراسر اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو یہود اور انصار کے درمیان ہو چکا تھا کہ مسلمانوں اور کفار قریش کی لڑائی میں یہود غیر جانبدار رہیں گے۔ بہت دنوں مسلمان برداشت کرتے رہے مگر جب بانی اسلام محمد ﷺ کی مقدس جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو عباد وابونائلہ نے محمد بن مسلمہ وابوعبس حارث بن اوس و بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا اور رات میں کعب بن اشرف کے مکان پر گئے اور ربیع الاول ۳ھ کو اس کے قلعہ کے پھاٹک پر ان کو قتل کر دیا۔

صحابہ کے دور کے علاوہ پوری اسلامی تاریخ میں ہمیں یہی ملتا ہے کہ جس نے بھی جہاں بھی شان رسالت میں بے ادبی و گستاخی کی تو شمع رسالت کے پروانوں نے ان کو ضرور سبق سکھایا، اس فہرست میں شامل ابی بن خلف ہو یا بشر منافق، ابوجہل ہو یا امیہ بن خلف، نضر بن حارث ہو یا عصمہ (یہودی عورت)، ابو عافک ہو یا ابوعزا جمع، حارث بن تلال ہو یا عقبہ بن ابی معیط، ابن خطل ہو یا حوریث نقید، قریبہ ہو یا ریجی فالڈ، یلولجینس ہو یا راج فال ک، نتو رام ہو یا ڈاکٹر رام گوپال، وہ چرن داس ہو یا شردھانند، چنچل سنگھ ہو یا میجر حردیال سنگھ، وہ عبدالحق قادیانی ہو یا بہوشن، وہ چودھری کھیم چند ہو یا نیلو محراج، وہ سلمان تاثیر ہو یا چارلی ہیڈو۔

اسلئے دشمنان اسلام کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر وہ شان رسالت میں کوئی بھی زبان درازی کریں تو شیران اسلام تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ اپنی نسلوں کو غیر محفوظ کرتے جائیں گے اس کی تازہ مثال فرانس کے چارلی ہیڈو کی طرف سے جاری کی گئی گستاخانہ خاکوں کا ردعمل ہے جس نے فرانس کو غیر محفوظ بنایا ہے اور وہ آئے روز نئی مشکلات اور حملوں کا سامنا کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ مزید طول پکڑے گا اسلام کے شیر اپنے اسلامی فریضہ اور محمد مصطفی ﷺ سے محبت کا اظہار اس عاشقانہ انداز سے کر کے اپنے قوی اور مضبوط ایمان کا ثبوت فراہم کرتے رہیں گے۔ یہی میرے پیارے آقا ﷺ کا فرمان ہے:

قال رسول الله ﷺ :لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کے بیٹے اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اور دشمنان اسلام اور گستاخان رسول ﷺ اپنے انجام کو پہنچ کر آنے والی نسلوں کیلئے سبق بنتے رہیں گے۔

چند مفاد پرست اور دین سے بیزار اسلام دشمن برائے نام اسلامی سکالر اور علماء جیسے طاہر القادری وغیرہ نے ان حملوں کی مذمت اور غیر شرعی قرار دیتے ہوئے اپنے واضح کفر کا اظہار کر دیا ہے دراصل وہ اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کر کے ان کی آشیرباد حاصل کرنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کا حکم ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ (البقرہ)

ترجمہ: جو لوگ ہمارے احکام اور ہدایات کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے اُن کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے ایسوں پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (البقرہ)

ترجمہ: جو لوگ (اللہ کی) کتاب سے اُن (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اُس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہے اور اُن کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ اُن کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور اُن کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

پس مسلمانوں کو بیدار رہنا چاہئے تاکہ یہ اسلامی لبادہ پہنے کفار ان کو گمراہ نہ کریں۔

باطل بیانیئے اور اسلام

(عمر خراسانی انٹلی جنس چیف جماعت الاحرار)

کچھ دن پہلے چارسدہ میں باچا خان یونیورسٹی پر حملہ ہوا جس نے بہت چیزوں سے پردہ اٹھایا اور بہت سوالات کے جوابات مل گئے لیکن کچھ کوکونٹ اور دیسی لبرل اور سیکولرز نے اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے حصول کے لیے خوب وفاداری دکھائی کسی نے براہ راست اسلام پر حملہ کیا تو کوئی بالواسطہ حملہ آور ہوا مگر مارکیٹ میں بیانیوں کے شوشے کو خوب جگہ ملی ہر کسی نے اپنے حصے کے کفر کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ کا انتخاب کیا کچھ حضرات نے جہاد اور اسلام مخالف بیانئے پر بات کرتے ہوئے اپنی ذہن کے مطابق مختلف افکار کو اسلام کے متبادل بیانئے کے طور پر نافذ اور عام کرنے کو ناگزیر قرار دیا ان میں سے کچھ حضرات نے باچاخان کے بیانئے کی خدوخال کو بیان کرتے ہوئے اس کو اس ملک کی مسلمانوں کے لیے زندگی کا فلسفہ اور ضرورت قرار دیا ہاں ہاں اس باچا خان کا بیانیہ جو خود کو سرحدی گاندھی کہلاتے ہوئے فخر محسوس کرتا تھا، ''فرمایا کرتے تھے'' ''کہ گاندھی سے ان کی روح کا رشتہ ہے'' رشتہ بھی روحانی بھائی کا ہاں وہی باچاخان جس کی کانگرس اور کرم داس چند جیسے لوگوں سے عقیدت ومحبت کی داستانیں مشہور ہیں جس کا موصوف خود بھی کئی دفعہ اظہار کر چکے تھے جن کی تمام تر وفاداریاں ہندوؤں کے ساتھ تھیں بعد میں ان کے نقش قدم پر چل کر یہی روش ان کی دوسری اور تیسری نسل نے بھی برقرار رکھی جن کی کوئی اسلامی سوچ نہیں تھی بلکہ وہ اپنی بادشاہت قائم کرنے کیلئے پختونستان کے نام پر ایک ایسی ریاست کے متمنی تھے جہاں صرف انکی ہی حکمرانی چلتی دراصل وہ پختونوں کے بھی ہمدرد نہیں تھے قیام پاکستان کے وقت ایک ریفرنڈم میں جب پختونوں نے پاکستان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا تو موصوف اور اسکے خاندان کی حکمرانی کے تمام خواب دریائے کابل میں بہہ گئے اور وہ اپنے بچے کچے خواب اپنے ساتھ ہی جلال آباد لے گئے حکمرانی اور بادشاہت کے پجاری ان کے بعد میں آنے والے پیروکاروں نے بھی اس بیانئے کو اپناتے ہوئے کیا کیا جتن نہیں کئے کبھی انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین کو بموں سے اڑا دیا تو کبھی افغانستان میں سویت یونین کا ہزاروں افغانیوں کے قتل میں ساتھ دیکر پختونوں کے لیے عظیم خدمت اور کارخیر سرانجام دیا قوم پرستی اور عدم تشدد کے بیانئے کے پیروکاروں نے عدم تشدد کے طور پر امریکہ کا افغانستان پر حملے کے بعد اپنے ہی افغان مسلمان بھائیوں کے قتل کے عوض خوب ڈالر وصول کئے اس بات کی گواہی اس ماں (مور بی بی) نے بھی دی جس کا بیٹا آج کل عدم تشدد کے پیروکاروں کا سربراہ ہے مور بی بی کے مطابق یہ سودا ۵۳ لاکھ ڈالرز کا تھا اسی بیانئے کے تناظر میں امریکہ سے بطور انعام ملنے والی صوبائی حکومت نے سوات اور دیگر قبائلی علاقوں میں ہزاروں بے گناہوں کا خون بہایا گیا۔

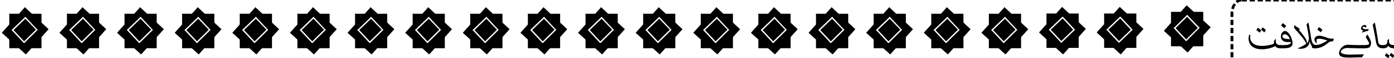
وبسٹر نیو ورلڈ ڈکشنری اف دی امریکن لینگویج میں سیکولرائز لفظ کے معنی میں لکھا ہوا ہے ''کسی چیز سے مذہبی کردار کو نکال دینا'' لرنز ٹائپ کنسائز انگلش ڈکشنری میں سیکولرازم کے بارے میں لکھا گیا ہے'' کہ سیکولرازم وہ نظریہ ہے جو مذہبی عقیدے کی ہر شکل اور مذہبی عبادت کی ہر قسم کی نفی کردے جو کہ ریاستی معاملات کو دین سے دور رکھنے اور مذہب کو صرف انفرادیت تک محدود کرنا چاہتے ہیں ''

اس کے علاوہ ایک اور فکر اور بیانیئے کی بھی بہت تشہیر کی جارہی ہے جی ہاں سیکولر بیانیہ وہی سیکولرازم جس کا اسلام تو کیا کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں جو کہ لادینیت اور بے راہ روی کا نام ہے اس لادینیت کا اظہار خود ان کے ماننے والے بھی برملا کرتے ہیں وبسٹر نیو ورلڈ ڈکشنری آف دی امریکن لینگویج میں سیکولرائز لفظ کے معنی میں لکھا ہوا ہے ''کسی چیز سے مذہبی کردار کو نکال دینا'' لرنز ٹائپ کنسائز انگلش ڈکشنری میں سیکولرازم کے بارے میں لکھا گیا ہے'' کہ سیکولرازم وہ نظریہ ہے جو مذہبی عقیدے کی ہر شکل اور مذہبی عبادت کی ہر قسم کی نفی کردے جو کہ ریاستی معاملات کو دین سے دور رکھنے اور مذہب کو صرف انفرادیت تک محدود کرنا چاہتے ہیں'' جو آزادی اظہار رائے اور انسانی حقوق کے نام پر ہر قسم کے گھناؤنے عمل کی اجازت دیتا ہے یہ ایک ایسا معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جو مادر پدر کی تمیز اور فرق سے آزاد ہو جہاں ہر قسم کے کفر، فحاشی کے اڈوں، شراب خانوں اور نائٹ کلبوں کو کھلی چھوٹ ہوں اسطرح کے نظام کے بارے میں اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا۔

ے جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بقیہ صفحہ 9 پر



خائنین امت کا جہادی تحریکوں کے خلاف اتحاد

معاذ فاروقی

امت مسلمہ سے آل سعود کی خیانت کوئی نئی بات نہیں، یہ وہی خائنین کا ٹولہ ہے جس نے عثمانی خلافت کو برطانیہ کی آشیر باد کی مدد سے گرانے کی داغ بیل ڈالی تاریخ عالم اگر چہ اس کو عرب بہار کے نام سے یاد کرتی ہے۔ مگر یہ بغاوت مسلمانوں کیلئے نقطۂ زوال ثابت ہوئی۔ اس خیانت کے پیش نظر صلیبیوں اور صہیونیوں کی جانب سے سرزمین حرمین میں ان کو بادشاہت عطا کی گئی۔ جہاں یہ خبثاء مسلمانوں کے اموال وسائل جن میں نمایاں خام مال ہے، کی لوٹ مار جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آل سعود کے رجواڑوں نے مسلم ممالک میں جاری مبارک جہادی تحریکوں سے خائف ہوکر امریکی اور صلیبی خوشنودی اور ڈیکٹیشن پر ایک نیا 34 ملکی اتحاد قائم کیا ہے، جس کا مقصد نام نہاد دہشتگردی کیخلاف لڑنا قرار دیا جارہا ہے۔ مگر درحقیقت اسکے 2 بنیادی مقاصد ہیں۔

(۱) مشرقِ وسطیٰ میں روسی اثر رسوخ کو ختم کرنا

(۲) مسلم خطوں میں موجود جہادی قوت کا خاتمہ کرنا

مشرق وسطیٰ شام کی مبارک جہادی تحریک جو کہ ظالم نصیری بشار اسد کے خلاف اللہ کے شیروں نے شروع کررکھی ہے، آل سعود اور امریکی ہزار کوششوں کے باوجود کسی غیر ملکی تسلط کے زیر اثر نہ آسکی۔

دوسری جانب بشار اور اس کے حواری (پوراشیعہ روافض بلاگ) جن کا سرغنہ ایران ہے، اللہ کے شیروں کی ضربوں سے ہر میدان میں مسلسل شکست کھائے جا رہے تھے، نوبت یہاں تک پہنچی کہ شیعوں کو شام میں اپنا اقتدار ڈوبتا نظر آنے لگا۔ ایسے وقت میں روافض نے اپنے اتحادی روس کو مشرق وسطیٰ آنے کی اجازت دی تاکہ وہ ان کے اقتدار کو بچاسکے۔ روس نے بخوشی اس جنگ میں شامل ہونے کی حامی بھرلی کیونکہ فتح حاصل ہونے کی صورت میں روس مستقبل میں مشرق وسطیٰ میں پاؤں جماسکے گا۔

مشرق وسطیٰ میں پاؤں جمانا کسی بھی عالمی قوت کیلئے ریڑھ کی ہڈی جیسی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ دنیا کی 65 فیصد تجارتی مال مشرق وسطیٰ میں روسی آمد اور روس کی اجارہ داری کے باعث براہ راست امریکی مفادات پر ضرب پڑتی ہے، جو کہ دو صدیوں سے اس تجارتی راہداری پر قابض رہا ہے اور اس تجارتی راہداری میں اس کو تحفظ نام نہاد مسلم ممالک کی افواج مختلف کولیشن کے نام سے دیتی اور دے رہی ہیں۔

امریکی کٹ پتلیوں کیلئے یہ موقع ایک لمحہ فکریہ تھا۔ یا تو اپنا الہ تبدیل کرلیں یا پھر اپنے الہ کے مفادات کی قربانیاں پیش کریں۔ یہ اتحاد دراصل آلِ سعود نے اپنے الہ کے مفادات کی تحفظ کیلئے تشکیل دیا ہے۔ اگر اس اتحاد کے اندرون پر نگاہ دوڑائی جائے تو 34 ملکوں کی فہرست میں سے کئی ممالک تو افریقی (جن میں 14 ممالک ایسے) ہیں ,جنگی فوجی طاقت پہ یہی کہا جاسکتا ہے، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔

ان میں نائجیریا بھی ہے جن کو اپنے ملک میں القاعدہ سے لڑنے کیلئے مانگے تانگے کی فوج منگوانی پڑی۔ ''کوموروس'' کی بھی سن لیں کل پانچ سونفری پہ مشتمل بری فوج، جس کے پاس بڑے ہتھیاروں میں اللہ کے فضل سے آر پی جی بھی شامل ہے۔

ملائشیاء! پڑوسی تھائی لینڈ نے رمضان کے مہینے میں (100) سو مسلمان بچوں کو سفاکانہ طریقے سے ہاتھ پیر باندھ کر ٹرک میں ایک کے اوپر ایک کو پھینک دیا، بے چارے سب دم گھٹنے سے مرگئے۔ یہ سب ملائشیاء کی سرحد پہ ہوا، جہاں کے مسلمان اور ملائشیاء کے مسلمان ایک ہی قوم ہیں۔ ملائشیاء نے کیا کیا؟ ؟اسمبلی میں کھڑے ہو کے ملائی وزیر خارجہ نے تھائی لینڈ سے پوچھا ہمیں بتاؤ تو سہی ہوا کیا؟

ان میں سب سے بڑی فوج اور واحد مسلم جوہری ہتھیار والے کا یہ حال کہ چودہ سال سے امریکی فرنٹ لائن کی حیثیت سے نام نہاد دہشتگردی کیخلاف جنگ لڑرہا ہے نتیجہ صفر نہیں بلکہ منفی۔ آجکل کمرتوڑنے اور شکریہ کروانے میں مصروف ہے۔

متحدہ امارات! اماراتی فوجی، یمن میں بھی اپنے جوہر دکھارہی ہے، جوہر دکھاتے ہوئے ان کے تیس جوان جان دے چکے ہیں۔ اتنے بڑے نقصان کے بعد یہ کیا کہ جنگ لڑنے کیلئے کولمبیا سے کرائے کے فوجی لیکر یمن بھجوائے جارہے ہیں۔ یاد رہے کہ جنوبی یمن میں القاعدہ اپنا مضبوط وجود رکھتا ہے۔

ان کرائے کے فوجیوں کو، بہت پرکشش تنخواہ دی جارہی ہے۔ ماہانہ 3000 پلس ہفتے کے 1000۔ سب ڈالر میں۔ یعنی کل ماہانہ 7000 ہزار ڈالر یعنی پاکستانی 7 لاکھ پینتیس ہزار روپے۔ کرائے کے پیشہ ور قاتل فوجیوں کیلئے یہ بہت بڑی لاٹری ہے۔ اس کے مقابلے میں جو کرائے کے فوجی اقوام متحدہ کی چھتری تلے دنیا بھر میں ''امن مشن'' کی خدمات انجام دیتے ہیں ان کی تنخواہ 1090 ڈالر ہے، یاد رہے کہ اقوام متحدہ کے امن مشن کیلئے سب سے زیادہ فوجی، حکومت پاکستان، حکومت بھارت اور حکومت بنگلہ دیش اپنی باقاعدہ فوج سے مہیا کرتی ہیں، داد دینی چاہئے سرکار انگلیشیہ کو، ۷۰ سال پہلے برصغیر چھوڑ کے چلے گئے، یہ ممالک آپس میں جنگیں بھی لڑتے ہیں مگر جب انکی ضرورت ہو تو یہ سب ایک پرچم تلے متحد ہوجاتے ہیں۔ وہ آرے رائیل انڈین آرمی۔

اس اتحاد کے سرغنہ سعودیہ کا خود یہ حال ہے کہ اس کی ننھی منی فوج، یمن میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ چاہے سعودی عرب ہو یا پاکستان یا ایکس، وائی، زی، یہ تمام امریکی جیب کے سکے کے سوا کچھ نہیں۔

اسلامی نظام خلافت میں دار القضاء کی اہمیت

مولانا قاضی ابوسلمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و تلخیص: درنایاب

قال اللہ تعالیٰ فی قرآنہ المجید

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحدید)

ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں اللہ ان کو معلوم کرلے بیشک اللہ قوی (اور) غالب ہے۔

احیائے خلافت کے جانبازوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس دنیا میں خلافت قائم کرنا انسانی پیدائش کا سب سے مقدم فریضہ اور مقصود اعلیٰ ہے اور خلافت اسلامی سے مراد دار القضاء یا نظام عدل کا قیام ہے کیونکہ اس مقصد کے حصول کیلئے انسانی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا تھا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (البقرہ)

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے؟ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

چونکہ اس آیت کریمہ میں لفظ خلیفہ کا ذکر ہے اور لفظ خلیفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش حضرت آدم سے پہلے جو ذی عقل مخلوق دنیا میں موجود تھی جیسے کہ جنات وہ بھی اسلامی خلافت قائم کرنے پر مامور و مکلّف تھے اور باتفاق ائمہ سارے مسلمانوں پر نظام خلافت کا قیام فرض ہے اور خلافت اسلامی سے مقصود اس دنیا میں نظام عدل کا قیام ہے اور نظام عدل کا وجود نظام خلافت کے بغیر ناممکن ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیلئے فوری عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے اسلامی خلافت بطور ضامن لازم قرار دیا گیا ہے، اس کی تائید میں علامہ محمد حسین صاحب لکھتے ہیں:

لا تحقيق للخلافة دون حكومة اذا كانت خلافت البشر فی الارض تقوم علی اساس تنفيذ امر الله و نهيه فان البشر لطبعية الحال لايستطيعون أيقيموا امر الله و يخلصه اذا كانو افراد الاتر بطهم رابطة ولا يجمع سلطان يخضع له قويهم و يضئی اليه ضعيفهم فاقتضیٰ الامران يقيم حكومة تفصل فی مشاكلهم و تقيم فيهم او امر الله و حدوده

پیدائش حضرت آدم کے بعد انسانی سکونت کیلئے زمین کو منتخب کر کے اور حضرت آدم کو اس زمین پر خلیفہ کے حیثیت سے مقرر کر کے بھیجا گیا لہٰذا دار القضاء کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لازمی امر کے طور پر صادر ہوا، اب دار القضاء کے قیام سے گریز کرنا گناہ کا سبب ہے کیونکہ یہ امر خداوندی صرف حضرت آدم کیلئے خاص نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کیلئے مبعوث فرمایا۔

(رقابة الامة علی الحکام ص۱۲۷)

ترجمہ: استحکام و قیام اسلامی خلافت دار القضاء اور شرعی محکمہ کے بغیر ناممکن ہے اس لئے کہ زمین پر خلافت انسانی کا بنیادی مقصود احکام الٰہی کو نافذ کرنا ہے اور فطرت انسانی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ احکام الٰہی کے نفاذ کے لئے ایک شرعی نظام ناگزیر ہے جس کی توسط سے احکام الٰہی کی تنفیذ کو یقینی بنایا جائے اور لوگوں کے باہمی تمام تنازعات کو حل و فصل کرنے کیلئے احکام الٰہی کو بروئے کار لائے۔

حاصل کلام یہ کہ پیدائش حضرت آدم کے بعد انسانی سکونت کیلئے زمین کو منتخب کر کے اور حضرت آدم کو اس زمین پر خلیفہ کی حیثیت سے مقرر کر کے بھیجا گیا لہٰذا دار القضاء کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لازمی امر کے طور پر صادر ہوا، اب دار القضاء کے قیام سے گریز کرنا گناہ کا سبب ہے کیونکہ یہ امر خداوندی صرف حضرت آدم کیلئے خاص نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کیلئے مبعوث فرمایا:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحدید)

ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کریں اور ترازو (یعنی قواعدِ عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں اللہ اس کو معلوم کرلے

بیشک اللہ قوی (اور) غالب ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کریمہ کی ترجمہ وتفسیر میں لکھتے ہیں:

میزان سے مراد وہ میزان اور قانون ہے جس کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہیں اور معاملات میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی ص ۶۳۷ ج ۳)

اللہ تعالیٰ کا تمام انبیاء علیہم السلام سے قیام عدالت کا یہ مطالبہ درج ذیل آیات کریمہ میں بھی ذکر ہے:

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (المائدہ)

ترجمہ: اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کیساتھ فیصلہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وأمرت لاعدل بينكم (الشوریٰ)

ترجمہ: مجھے تمہارے درمیان عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيّاً أَوْ فَقَيراً فَاللّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً (النساء)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کیلئے سچی گواہی دو، خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے، تو تم خواہشِ نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو کہ) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

ان آیات کریمہ میں صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمام انبیاء کرام سے عموماً اور آپ ﷺ سے خصوصاً اور تمام مسلمانوں سے بھی یہ مطالبہ ہے کہ نظام عدالت اور شرعی دارالقضاء کا قیام سب کا فریضہ ہے اس دارالقضاء کی اہمیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کم وبیش چھبیس مرتبہ ذکر فرمایا جن میں سے بعض مقامات پر شرعی دارالقضاء کے قیام کیلئے ترغیب اور بعض مقامات پر امر صادر فرمایا جبکہ بعض مقامات پر شرعی دارالقضاء کے عدم قیام پر عذاب ووعید یا اس کے قیام پر دنیاوی کامیابی وفوائد ذکر کریں۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ عدم قیام دارالقضاء پر اللہ تعالیٰ نے وعید فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر اسی مقصود کیلئے دنیا میں مبعوث فرمایا، جب تمام انبیاء کرام اسی مصلحت ومقصود کے حصول کیلئے بھیجے گئے ہیں تو پھر انبیاء کرام کے ارشادات کو تسلیم کرنے سے اعراض وروگردانی کرنا گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے، شرعی دارالقضاء کے فضائل میں سے ایک فضیلت جو کہ آپ ﷺ سے روایت ہے وہ یہ ہے:

عن عبد الله بن مسعود قال قال النبي ﷺ لا حسد الا في اثنين رجل اتاه الله مالا فسلطه على هلكته في الحق ورجل اتاه الله الحكمة فهو يقضي بها ويعلمها (صحيح البخاري)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حسد جائز نہیں اگر جائز ہوتا تو دو آدمی قابل رشک ہوتے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ شخص اس مال کو فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دینی علم عطاء کیا ہو اور وہ شخص اس دینی علم کی روشنی میں لوگوں کے تنازعات کو حل وفصل کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہو۔

قارئین کرام کیلئے یہاں ایک مسئلہ کی وضاحت کرتا چلوں کہ شریعت مطہرہ میں کسی صاحب نعمت سے حسد کرنا جائز نہیں کیونکہ حسد کرنے والے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس کوئی نعمت ہے وہ نعمت سے محروم ہو البتہ کسی نعمت والے انسان کو دیکھ کر حسد کے بجائے رشک کرنا جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس طرح فلاں صاحب نعمت کے پاس جو نعمت ہے بالکل اسی طرح مجھے بھی ایسی نعمت مل جائے، مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ صاحب علم جو حکمت کی روشنی میں قاضی بن کر لوگوں کے درمیان شریعت مطہرہ کے حکم کے مطابق فیصلے کرتا ہو وہ رشک کے قابل ہے، اسی طرح دوسری حدیث نبوی ﷺ میں بھی اس کی مزید فضیلت وارد ہے:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبي ﷺ قال ان المقسطين عند الله تعالىٰ على منابر من نور على يمين الرحمن الذين يعدلون في حكمهم واهليهم وما ولوا قال محمد في حديثه وكلتا يديه يمين (سنن نسائی)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عدل وانصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب بیٹھے ہوں گے کیونکہ یہ لوگ دنیا میں اپنی ذمہ داریوں اور فیصلوں میں عدل وانصاف کیا کرتے تھے۔ تو اس وجہ سے قضاۃ حضرات اور دارالقضاء کے قائم کرنے والوں کیلئے بڑا مقام اور بہت ثواب ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے خلقت انسانی اور مقصود رسالت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ بصورت دیگر مقصود وحکمت خلقت انسانی نہ صرف یہ کہ ناپید ہے بلکہ عبث و بے معنیٰ بھی ہے۔

عدالت ودارالقضاء کے قیام سے مخلوق میں شر وفساد کا خاتمہ اور اتحاد واتفاق کیلئے حالات سازگار وموافق ہو سکتے ہیں جیسا کہ گذشتہ ادوار میں یہ ثابت ہے چنانچہ عدی بن حاتمؓ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں کیوں ایسے شخص کے پاس نہ جاؤں کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو مجھے کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور اگر وہ سچا ہے تو مجھے اس کی سچائی کا علم ہو جائیگا جب میں مدینہ پہنچا تو لوگوں میں مشہور ہوا کہ عدی آ گیا، اس کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ عدی مسلمان ہو جاؤ اور اسلام قبول کرو تا کہ تم جنگ وعذاب سے بچ سکو میں نے عرض کیا کہ میں تو پہلے سے ایک دین پر قائم ہوں آپ ﷺ نے فرمایا

کہ مجھے تمہارے دین کے بارے میں تم سے زیادہ علم ہے میں نے متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا میرے دین کے بارے میں آپ ﷺ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو رکوسیہ عیسائیوں میں سے نہیں اور کیا تو اپنی قوم کی آمدنی میں سے چوتھائی حصہ نہیں کھاتے میں نے تسلیم کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ایسا کرنا تمہارے دین میں جائز نہیں، عدیؓ فرماتے ہیں کہ اسی دوران میرے دل میں قبول اسلام کی طرف میلان پیدا ہوا اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تم کس وجہ سے اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہو تمہارا یہ گمان ہے کہ ایک طرف تمام عرب قبائل ہیں جبکہ دوسری جانب آپ ﷺ اور آپ کے کمزور صحابہ کرامؓ ہیں بھلا یہ کیسے عرب قبائل سے مقابلہ کریں گے، کیا تم حیرہ نامی مقام کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ دیکھا نہیں البتہ سنا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی ذات کی قسم کہ یہ نظام خلافت ضرور قائم ہوگا یہاں تک کہ ایک عورت بغرض اداء فریضہ حج حیرہ نامی مقام سے اکیلی روانہ ہوگی اور راستہ میں کسی سے خوف نہ رکھتی ہوگی اور کسریٰ فتح ہوکر تمام خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گے میں نے تعجب سے پوچھا کہ کیا کسریٰ کے تمام خزانے؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی اتنی بڑی کثرت ہوگی کہ زکواۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا یعنی ہر شخص غنی اور صاحب مال ہوگا۔ پھر عدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بعد میں ایسی ہی ایک عورت کو دیکھا کہ حج کیلئے اکیلی بلاخوف وخطر سفر کر رہی تھی اور فتوحات کسریٰ میں میں بذات خود شریک رہا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم کہ تیسری بات بھی ضرور ثابت ہوجائیگی اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس کی پیشنگوئی کی ہے۔

(بروایت صحیح البخاری، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد)

اس طرح عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ بھی علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے

وقال موسىٰ بن اعين كنا نرعىٰ الشاء بكرمان فى خلافة عمر بن عبدالعزيز فكانت الشاة والذئب ترعى فى مكان واحد فبينا نحن ذات ليلة اذعرض الذئب للشاة قلت مانرى الرجل الصالح الا قد هلك ،فحسبوه فوجدوه مات تلك الليلة(تاريخ الخلفاء ص ١٧٥)

موسیٰ سے روایت ہے کہ خلافت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ تھا کہ ہم علاقہ کرمان میں مال مویشی چراتے تھے اور ہمارے مال مویشی اور دیگر درندے اکٹھے چرتے تھے ایک دن ایک درندے نے ہمارے مویشیوں پر حملہ کیا تو میں نے کہا کہ میرا یقین ہے کہ آج ضرور اللہ تعالیٰ کا وہ صالح بندہ فوت ہوا ہوگا پس اس کے بعد لوگوں نے دنوں کا حساب کر کے معلوم کیا کہ اسی دن کو عمر بن عبدالعزیز اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔

اس طرح کے کئی اور بے شمار ایسے واقعات ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امن وعدالت کا قیام محکمہ دارالقضاء کے قیام سے اور اس سے خلیفہ اور ہر قسم مامورین میں امن واصلاح کا قیام معرض وجود میں آتا ہے، کیونکہ دارالقضاء کے قیام سے حقداروں کو اپنے حقوق کا حصول ممکن ہوتا ہے اور شرعی محکمہ دارالقضاء کے قیام کا مقصود اول یہی ہے جیسا کہ صالح ملوحی بحوالہ فتح القدیر لکھتے ہیں:

العدل بدل الحقوق الواجبة وتسوية المستحقين فى حقوقهم (نضرة النعيم فى مكارم اخلاق الرسول الكريم ص ٢٧٩٢ ج ٧)

یعنی عدل اس کو کہتے ہیں کہ مستحقین کو اپنا حق مل جائے اور مستحقین کو اپنے حقوق مساوی طور پر ادا ہوں اب اگر کسی امیر کے رعایہ میں عدالت اور شرعی دارالقضاء محکم اور قوی ہو تو اتنی ہی اس امیر کی رعایہ و تمام مامورین امن وسکون سے زندگی بسر کرسکیں گے اس لئے کہ جب شرعی دارالقضاء کا وجود ہو تو لوگ اطمینان و آرام سے شرعی دارالقضاء کے زیر سایہ اپنے معاملات وتنازعات کو حل کریں گے جس سے امن وسہولت میسر ہوگی امن وسہولت کی موجودیت اور جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے لوگ مالدار بھی ہوں گے کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کی کامیابی کیلئے مال بہت اہم ہے اور مال کے بغیر جہاد ناممکن کے درجہ میں ہے جیسا کہ عبداللہ بن قتیبہ لکھتے ہیں:

لاسلطان الا برجال ولا رجال الا بالمال(عيون الاخيار ص ٢٢)

یعنی خلافت وامارت لوگوں کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں اور لوگوں کی حفاظت مال کے بغیر ممکن نہیں تو نتیجہ یہ ہوا کہ امارت ومسؤلیت کا قیام مال کے بغیر نہیں۔ شرعی دارالقضاء کا قیام مال کی وسعت ورعیت کی خوشحالی کا ضامن ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمن بن نصر بن عبد اللہ الشیر ازی الشافعی لکھتے ہیں:

من عدل فى حكمه و كف عن ظلمه نصره الحق وأطاعه الخلق وصفت له النعمة واقبلت عليه الدنيا فهنى ء بالعيش واستغنى عن الجيش وملك القلوب وامن الحروب۔

(المنهج المسلوك فى سياسة الملوك ص ٢٤٦)

ترجمہ: جس نے حکومت میں عدالت قائم کیا اور رعیت کو ظلم سے محفوظ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس امیر کی مدد ونصرت فرمائے گا لوگ اس کی اطاعت کریں گے بے شمار نعمتوں کا مالک بنے گا اور اس کو مال عطاء کیا جائے گا جس سے وہ خوشحال ہوگا اور اپنی فوج سے بے فکر رہے گا لوگوں کے دلوں پر حکمران ہوگا اور جنگوں سے امن میں رہے گا۔

اسی طرح عمر بن عبدالعزیز کا قول جو کہ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۴ میں نقل کیا ہے کہ عبدالعزیز کہتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو بعض والیان حضرات نے ایک خط لکھا اس خط میں عمر بن عبدالعزیز سے شہر کی تعمیر کیلئے رقم کا مطالبہ کیا تھا تو اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ اس شہر کو انصاف وعدالت سے مرمت کرو یعنی اس شہر کی تعمیر اس شہر میں عدالت کے قیام کے ذریعے کرو اور اس شہر کی گلی کوچوں اور راستوں کو ظلم سے پاک کرو بس یہی اس شہر کی تعمیر وآبادی کیلئے کافی ہے۔

(جاری ہے)

قسط سوم

عالم اسلام نظریاتی جنگ کے حصار میں

عمر مراد

انٹرنیٹ تک رسائی میں جو کہ درحقیقت دجّال کا آنکھ سمجھا جاتا ہے ہر شخص کیلئے آسانی فراہم کی گئی تاکہ فحش تصاویر اور ویڈیوز دیکھنے میں کمی نہ رہے۔ الغرض دنیا میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جس میں سے بے دینی کا سہارا نہ لیا گیا ہو۔ اور سرکار کی طرف سے ان سب کی حفاظت اور سرپرستی کیجاتی ہے۔

دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ آثار قدیمہ کی بہت حفاظت کیجاتی ہے۔ ہزاروں اور سینکڑوں سال پہلے کے باقیات کی بڑی قدر دانی اور اس کو محفوظ کرنے کیلئے سالانہ لاکھوں کروڑوں کی رقم خرچ کر کے حفاظت کو یقینی بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہے۔ قدیم زمانے کے مجسّموں کی بھاری قیمتیں اداء کر کے شاہانہ محلات میں شیشوں کے اندر سجا کر تماشائیوں کیلئے سیر و سیاحت کا موقعہ فراہم کیا جاتا ہے اور پھر مجسّمہ دیکھ کر لوگ فخر بھی کرتے ہیں کہ میں نے مہاتما گوتم بُدھ اور فلاں فلاں مجسّمہ دیکھا ہے۔ آخر اس طرح کی مجسّموں کو محفوظ کرنے اور تماشائیوں کو دکھانے کا مقصد کیا ہے۔ کیا کسی بیمار یا بھوکے پیاسے نے مجسّمہ کی زیارت کر کے بیماری یا بھوک پیاس میں کمی محسوس کی؟۔ نہیں ہر گز ایسا نہیں بلکہ کسی بھی مجسّمہ کو دیکھنے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کی کوئی حاجت پوری ہو سکی۔ بلکہ وقت اور پیسہ دونوں کو ضائع کیا۔ کیونکہ دنیا میں کئی ایسے مشہور عجائب گھر ہیں جہاں جاتے ہوئے پیسوں کے عوض ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ وہ رقم جس نے خون اور پسینے کے زریعے سے کمائی تھی عجائب گھر کی نذر کر دی۔ واپس آ کر اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ یا کسی اُور سنجیدہ اور مقصودی بات کے بجائے من گھڑت واقعات بیان کرنے میں مشغول ہو کر کرامُ الکاتبین ملائک کے زریعے اپنے عمل نامہ میں فضول لمبی چوڑی باتیں لکھوا کر روز قیامت میں اللہ تبارک وتعالی کے حضور میں لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

ہزاروں اور سینکڑوں سال پہلے کے باقیات کی بڑی قدر دانی اور اس کو محفوظ کرنے کیلئے سالانہ لاکھوں کروڑوں کی رقم خرچ کر کے حفاظت کو یقینی بنانے کی کوششیں کئے جا رہی ہے۔

کثیر مقاصد کے حصول کیلئے اقوام متحدہ یا یواین کا ادارہ ۱۹۴۹ء میں وجود میں آیا تو اس ادارے کے بنانے کی مقاصد دراصل اسلام اور مسلمان دشمنی ہے۔ اول مقصد یہ تھا کہ اقوام عالم متحد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک باقاعدہ متحد اور مضبوط محاذ کھولے تاکہ اس متحدہ محاذ کی مدد سے مسلمانوں کی قوت کو ختم کیا جا سکے اور مسلمان دنیا میں اکیلے رہ جائیں اس وجہ سے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنے کیلئے اصول مقرر کئے گئے ہیں۔ ان اصول میں سے ایک یہ ہے کہ جو ملک رکنیت حاصل کرنا چاہتا ہے اس ملک کو مندرجہ ذیل شرائط تسلیم کرنا واجب العمل ہوگا اول یہ کہ ہمارا دشمن شریک دشمن شمار ہوگا۔ یعنی رکن ممالک میں سے اگر کسی ایک ملک کا مسلمانوں سے دشمنی ہے اور مسلمان اس ملک کے خلاف برسر پیکار ہے تو اقوام متحدہ میں شامل تمام ارکان ممالک کو مسلمانوں کا دشمن تصور کیا جائے گا اور تمام ممالک اس مذکورہ ملک کے ساتھ ہر قسم ضروری وسائل میں تعاون کرنے کے پابند ہونگے جیسے کہ امارت اسلامی کے خلاف امریکی صدر بش نے اقوام متحدہ کے جنرل ہیڈ کوارٹر میں ارکان ممالک سے صاف اور دوٹوک الفاظ میں مطالبہ کیا کہ اگر کوئی امارت اسلامی کے خلاف مشن میں ہمارے ساتھ ہو تو وہ ابھی سے عہد کرے۔ تو اس جنگ میں ایسے ممالک نے بھی شرکت کی جن کی امارت اسلامی سے دشمنی نہیں تھی۔ حکومت پاکستان اس جنگ میں خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے لاجسٹک مدد کے نام پر امارت اسلامی کے اندر اختلافات بزدلی اور جھوٹے وعدوں جیسے مختلف حربوں سے امارت اسلامی کو کمزور کیا جبکہ جنگی کاروائیوں اور جنگی ساز و سامان کیلئے کوئٹہ میں شمسی ایئربیس امریکہ کے حوالے کیا۔

اسلحہ سمیت دیگر ضروریات وغیرہ اجناس کراچی کی بندرگاہ سے براستہ تورخم کنٹینروں میں بند کابل تک پہنچایا جاتا ہے۔ حالانکہ طالبان اور پاکستان کے درمیان بہت اچھے تعلقات قائم تھی اس دوستانہ تعلقات کے باوجود پاکستان میں طالبان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف فروخت کر کے امریکہ کے تحویل میں دیا۔ بقول شاعر

بڑا جرنل بنا پھرتا ہے ڈالر کے لئے لڑتا ہے

اس کا دوسرا واضح مثال جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا آج ہمارے سامنے ہے کہ القاعدہ مجاہدین امریکہ سے دست بدست لڑائی میں مصروف ہیں تو القاعدہ مجاہدین نے پاکستانی حدود خصوصاً جنوبی اور شمالی وزیرستان میں پناہ لے رکھی ہیں ان پناہ گزین مجاہدین کے خلاف روزانہ امریکی ڈرون طیارے حملے کرتے ہیں لیکن پاکستان کے پاس امریکی ڈرون طیاروں کے مار گرانے کا کوئی جواز نہیں اور نہ ہی اس کو منع کر سکتے ہیں کیونکہ پاکستانی حکومت نے رکنیت حاصل کرتے وقت یہ شرط تسلیم کر رکھی تھی۔

اسی طرح امریکی میرین فوج نے ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن شہیدؒ کے خلاف آپریشن کیا مجاہدین اور مسلمانوں کے قائد اسامہ بن لادن کو شہید کیا تو پاکستانی حکمرانوں نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ امریکہ نے پاکستانی حدود اور ہوائی حریم کو پامال کیا کیونکہ پاکستان کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں اسی طرح اقوام متحدہ میں رکنیت حاصل کرنے کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہمارے وسائل شریک ہوں گے اور ان وسائل کو مشترکہ منافع کیلئے استعمال کیا جائے گا آیئے قریب سے اس کی مثال دیکھاتے ہیں

اور وہ یہ کہ کبھی کبھار مغربی ممالک خصوصاً آج کا فرعون امریکہ یہ تشویش ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان کے پاس جو ایٹم بم ہے یہ غیر محفوظ ہے ممکن ہے کہ یہ طالبان کے ہاتھوں لگے تو طالبان اس کو غلط استعمال کر کے دنیا میں تباہی مچا دیں گے اس کے جواب میں پاکستانی حکمران یہ نہیں کہتے کہ ہمارا ایٹم بم ہے اور ہمارا اپنا دشمن ہے ہم جانے اور ہمارا ایٹم بم بلکہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جی نہیں ایٹم بم محفوظ ہاتھوں میں ہے خلاصہ یہ کہ ایٹم بم کی ملکیت پر جھگڑا نہیں کیونکہ وسائل کی ملکیت تو تمام رکن ممالک کے درمیان شریک ہے بلکہ تشویش اس بات پر ہے کہ آیا ایٹم بم محفوظ ہے یا نہیں۔

اقوام متحدہ کے ذیل میں دو بڑے ادارے کام کرتے ہیں یونیسیف ادارہ تمام دنیا کے نئی نسل کیلئے مغربی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مواقع فراہم کرنا معیاری خوراک کے نام پر ناجائز اور غیر حلال خوراک مہیا کرنا جبکہ یہ تمام اخراجات و مصارف رکن ممالک کی ناجائز کمائی سے چندہ لیکر پوری کی جاتی ہے لوگوں کی ہمدردیاں اور توجہ حاصل کرنے کیلئے تعلیم اور معیاری خوراک فراہم کرنے کے نام پر اسلام مخالف سرگرمیاں یونیسیف کا طریقہ استعمار ہے اس کے ذریعے سے محتاج ممالک کو اپنے زیر اثر لانے میں کامیابی کی امید رکھتے ہیں۔

دوسرا ادارہ یونیسکو کے نام پر جو کہ ہمارے بحث کا اصل موضوع ہے اور وہ یہ کہ مذکورہ ادارے کی ذمہ داریوں میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ آثار قدیمہ کی حفاظت کی جائے دنیا میں جہاں بھی آثار قدیمہ کی جتنے بھی ذخیرے ہیں وہ یونیسکو کے نگرانی میں ہوتے ہیں یونیسکو نے آثار قدیمہ کی حفاظت اور خدمت کر کے بڑا نام پیدا کیا ہے آخر اتنی محنت کی کیا ضرورت تھی، ضرورت کیوں نہیں اس لئے کہ کافروں کا اس محنت سے ایک مقصود حاصل کرنا ہے اور وہ مقصود یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کو درمیان میں سے حذف کر کے لوگوں کا تعلق زمانہ قدیم کے دور جاہلیت سے جوڑنا ہے کیونکہ انسان کی کامیابی میں تاریخ بڑا اہمیت رکھتا ہے سابقہ تاریخ کو دیکھ کر آئندہ نسل اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنی کامیابیوں کو تلاش کرتے ہیں درمیان میں سے اسلامی تاریخ کو مٹانے اور قدیم زمانہ جاہلیت سے تعلق جوڑنے سے ہی کفار کامیابی ڈھونڈتے ہیں اور یہ محنت کافی مناسب اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے اس لئے کہ نئی نسل کے سامنے اسلامی تاریخ کے بجائے زمانہ قدیم جاہلیت کی تاریخ سے آشنائی ہوتی ہے اور قدیم جاہلی تاریخ سے دل چسپی رکھنا شروع کر دیتے ہیں دور جاہلیت کے زمانے میں لوگ تو اللہ تعالیٰ کی وجود سے ناواقف تھے بتوں اور مجسموں سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کی امید رکھتے تھے دیوی دیوتاؤں کو صاحب طاقت اور لازوال قدرت سمجھتے تھے خدا و مالک حقیقی سے بے نیاز جانوروں کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔امارت اسلامی کے دور میں جب ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے بامیان میں بودا نامی مجسمے کو توڑنے کا فرمان صادر فرمایا اور طالبان بودا مجسمہ کو توڑنے لگے تو سارا دنیا غم سے نڈھال ہو کر ایک ماتم کدہ بن گیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بودا ان سوگواروں میں سے کسی کا قریبی رشتہ دار تھا ؟غور کرنے سے معلوم ہوا کہ بودا ان سوگواروں میں سے کسی کا رشتہ دار نہیں تھا بلکہ بودا کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ بودا آج سے کم و بیش ڈھائی ہزار سال پہلے ہندوستان میں ایک بادشاہ کا بیٹا تھا بادشاہ کا یہ بیٹا شاہی محفل ساز و سرود سے بے زار دور جنگل میں جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا کرتا تھا اور راہبانہ زندگی کو پسند کرتا تھا بادشاہ اپنے نوکروں کے ذریعے سے بودا کو دوبارہ زبردستی لا کر بادشاہ کے حضور میں حاضر کرتا تھا بادشاہ نے ہر چند بیٹے کو نصیحتیں کیں کہ دیکھو بیٹا میں بادشاہ ہوں دل بہلانے کیلئے تمام درکار وسائل موجود ہیں لیکن بودا موقع پا کر چھپ کے سے پھر جنگل میں ایک درخت کے نیچے بیٹھتا۔

ماہرین کا خیال ہے کہ بودا تنہائی میں مراقبہ کر کے سوچا کرتا تھا کہ آخر انسان کی کامیابی کس چیز میں ہے کچھ عرصہ کے بعد بودا نے مراد گم کردہ حاصل کر کے معرفت کے درجہ پر فائز ہوا کہ انسان کی لازوال کامیابی صرف ایک ایسی ہستی کی عبادت میں پوشیدہ ہے جو خود بھی لازوال ہو ماہرین نے اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ جو خود بھی لازوال ہو سے کیا مراد ہے غالباً اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مطمئن ہو کر بودا نے لوگوں کو دعوت دینا شروع کیا کہ دنیا کے تمام اشیاء فانی ہے عورت سے نفرت کرو کیونکہ یہ فتنہ و فساد کا سرچشمہ ہے اس دعوت کے نتیجے میں بودا نے ہزاروں پیروکار پیدا کئے ابتداء میں عورتوں سے بیعت لینا ممنوع تھا بعد میں جب عورتوں پر بھی یہ مذہبی جنون غالب ہوا تو عورتوں سے بھی بیعت لینا شروع کیا جس سے زناکاری اور فحاشی کیلئے راستہ ہموار ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد جب بودا مر گیا تو پیروان بودا نے محبت کی وجہ سے بودا کی یاد میں بامیان کے سنگلاخ پہاڑوں میں بودا کا مجسمہ بنایا بعد میں خدا سمجھ کر پیروان بودا نے بودا کی عبادت بھی کی مورخین کے مطابق بودا کا اصل نام بودا نہیں بلکہ ایک درخت کا نام ہے جسے ہندی زبان میں بودا کہتے ہیں چونکہ اس درخت کے نیچے وہ بیٹھتا تھا اس وجہ سے اس کا نام بھی بودا پڑ گیا یہ مجسمہ امارت اسلامی کے دور میں بت شکن ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھوں پاش پاش ہوا اس موقع پر سوگواران بودا نے طالبان کے اس کارنامے پر ایک ایسے اعتراض کا سہارا لیا جو کہ ہر لحاظ سے ناقابل التفات ہے وہ یہ کہ بودا مجسمہ تو تقریباً ڈھائی ہزار سال پرانا ہے جبکہ صحابہ کرامؓ کا تو بہت بعد میں اسلامی دعوت و جہاد کی غرض سے کابل آنا ثابت ہے اگر بودا کا مجسمہ توڑنا شریعت میں جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ اس مجسمے کو توڑ دیتے لیکن انہوں نے نہ تو مجسمہ کو توڑا اور نہ ہی کسی کو مجسمہ توڑنے کا حکم دیا، اس اعتراض کے کئی معقول جوابات ممکن ہیں۔

جاری ہے

حکومت اسلامیہ قائم کرنے کیلئے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں

مولانا ابو عمر حقانی صاحب

یہ تو ایک کھلی حقیقت ہے اور روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی دنیوی مصلحت اور غرض کیلئے کسی گناہ کا ارتکاب جرم تصور کیا جاتا ہے مثلاً کسی کا کاروبار یا تجارت ہے وہ اس میں جھوٹ بولے یا دھوکہ دے یا نماز چھوڑے ایسا کرنا جرم ہے ،اسی طرح کسی دینی مصلحت وغرض کیلئے کسی گناہ کا ارتکاب کرنا بطریق اولیٰ جرم اور حرام ہوگا ۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تمام مصالح پر مقدم ہے اور ام المصالح ہے اس پر سب مصالح کو قربان کیا جاتا ہے ،مثلاً کوئی شخص سینما چلائے سود کرے یا پیسوں کمانے کا کوئی اور ناجائز ذریعہ اختیار کرے اور اس سے مدارس چلائے تو یہ ایک ناجائز اور حرام کام ہے مدارس چلانے کا مطلب یہ نہیں کہ حلال وحرام کی تمیز کئے ہوئے بغیر رقم بٹور کر مدارس چلائے کیونکہ تعلیم ایک اہم فریضہ ہے جس طریقہ پر بھی ہو مدارس قائم کیا جائے کہ لوگ علم سے محروم نہ رہے ایسا ہرگز نہیں اگرچہ علم فرض ہے اور اس کیلئے قیام مدارس ضروری ہے تو اس کیلئے جائز طریقے درکار ہوں گے نہ کہ ناجائز۔

اس طرح کوئی ناچے ،رقص کرے تاکہ لوگ جمع ہوجائے اور پھر وعظ شروع کرے یہ احمقانہ سوچ ہے وعظ اپنی جگہ ایک ممدوح چیز ہے لیکن اس شخص نے جو طریقہ اختیار کیا ہے یہ ایک مذموم طریقہ اختیار کیا ہے اس نے حدود اللہ کو عبور کیا اور یہ ناجائز ہے ہاں اگر کوئی کام شرعاً نہ فرض ہو نہ واجب ہو مباح یا مستحب ہو اس کو کسی دینی مصلحت مثلاً عوام کو فتنہ یا معصیت یا تکلیف سے بچانے کیلئے چھوڑ دینا جائز ہے لیکن اس میں یہ بات مدنظر رکھنی ہوگی کہ اس ترک مباح اور مستحب سے نہ قانون شرعی ٹوٹتا ہے اور نہ تحریف فی الدین کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تب مباح اور مستحب کو ترک کرنا جائز ہے ورنہ نہیں ،اس کی کئی مثالیں شریعت مطہرہ میں ملتی ہیں چنانچہ فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تراویح میں لوگوں کو ملال ہوتا ہو تو ان کی رعایت سے نماز کے آخر میں درود شریف کو مختصر کرنا اور دعا کو چھوڑنا جائز ہے۔

قال العلامه الحصكفي ويزيد الامام على التشهد الا ان يمل القوم فيأتي بالصلاة ويكتفي باللهم صل علىٰ محمد لانه الفرض عند الشافعي ؒ ويترك الدعوات (رد المختار ص ٦٦٣ ج ١)

اس طرح اگر انتظامی امور سے متعلق کوئی قانون بنانا ہو جس میں شریعت کے کسی قانون کے ٹوٹنے کا خطرہ نہ ہو ایسے قوانین بنانا جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر یہ قریش نو مسلم نہ ہوتے تو میں تعمیر کعبہ خلیل اللہ کی بنیادوں پر بنالیتا ملاحظہ کیجئے آپ ﷺ نے تعمیر کعبہ کو ترک کیا یہ اس لئے کہ از سرنو تعمیر کعبہ فرض وواجب کو چھوڑ کر مستحب کہنا بھی مشکل ہے یہ چونکہ آرام وراحت کیلئے تھا کوئی شرعی قانون نہیں تھا اسلئے آپ ﷺ نے یہ ارادہ ترک کردیا فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کعبۃ اللہ کی از سرنو تعمیر یہ بھی امور انتظامیہ کے قبیل سے ہے شرعاً یہ ترمیم نہ فرض تھی نہ واجب حتیٰ کہ اس کو مستحب قرار دینا بھی مشکل ہے اس لئے کہ حطیم کو کعبہ میں داخل کرنا اور دروازہ کو نیچے لے آنا اور دو دروازے بنانا یہ امور ایسے ہیں یہ ان میں استحباب کی کوئی وجہ نہیں ،صرف راحت وآرام کی مصلحت تھی جو امور انتظامیہ سے ہے ہاں عبادت میں سہولت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے اس کو مستحب لغیرہ کہا جا سکتا ہے۔

(انتہی کلامہ)

ہماری تقریر سے بخوبی واضح ہوگیا کہ حکومت اسلامیہ کے قائم کرنے والوں کیلئے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے جس کو تحریف فی الدین کہا جائے یا قانون شرعی کو توڑ ڈالے اگرچہ وہ مجاہد ہی کیوں نہ ہو، بسا

> بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک جہادی تنظیم شب وروز دشمن کے خلاف مسلح جدوجہد میں مصروف ہوتے ہیں لیکن وہ ایسے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جس کو دوسرا بھی انگشت بدنداں ہوتا ہے کہ یہ شخص تو نفاذ شریعت کا دعویدار ہے اور خود حدود اللہ عبور کرکے بیٹھ گیا یہ تو کبھی کبھار واقع ہوتا ہے

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک جہادی تنظیم شب وروز دشمن کے خلاف مسلح جدوجہد میں مصروف ہوتے ہیں لیکن وہ ایسے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جس کو دوسرا بھی انگشت بدندان ہوتا ہے کہ یہ شخص تو نفاذ شریعت کا دعویدار ہے اور خود حدود اللہ عبور کر کے بیٹھ گیا یہ تو کبھی کبھار واقع ہوتا ہے بالعموم حدود اللہ کو پار کرنا اور معاصی کا ارتکاب کرنا ان سیاسی جماعتوں میں بہت پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو اسلام کا حقیقی دعویدار کہتی ہے اور یہ ان کی زبان زد ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کے قیام کیلئے بھرپور کوشش کرتے ہیں حالانکہ اس کا ان کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے اور ببانگ دہل یہ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ سیاست میں حصہ لینے سے ہمارا مقصود ملک میں صحیح اسلامی نظام قائم کرنا ہے مگر پھر بھی وہ سیاسی کاموں میں احکام اسلام کی پرواہ نہیں کرتے غیر مشروع تدابیر اختیار کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ تو اسلامی نظام قائم کرنے کے مدعی ہیں مگر آپ خود اسلام نافذ کرنے کیلئے جو طریقہ اختیار کر رہے ہیں وہ غیر اسلامی اور ناجائز ہے تو جواب دیتے ہیں اگر چہ یہ طریقہ ناجائز ہے مگر ان کے بغیر اسلام نافذ کرنا ممکن نہیں اسلئے اب تو جائز وناجائز کی پرواہ کئے بغیر اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد لازم ہے اقتدار حاصل ہوجانے کے بعد پوری طور پر اسلام نافذ کردینگے۔ یہ محض دھوکہ ہے اور بس، یہ سیاسی لوگ بہت ہوشیار ہیں اپنے غلط کرتوتوں کو صحیح ثابت کرنے کیلئے حدیث کا سہارا لیتے ہیں اور اس سے یہ استدلال کرتے ہیں جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں تعمیر کعبہ کے حوالے سے جس کا صحیح محمل ہم نے بفضلہ تعالیٰ بیان کیا ہے تو اس حدیث مبارکہ سے ان کا یہ استدلال بے جا ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ فقط اتنا ثابت ہوا کہ کعبۃ اللہ کی از سر نو تعمیر مستحب لغیرہ ہے جیسا کہ ہم نے مفتی رشید احمد صاحب کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ کہاں ثابت ہوا کہ کسی مصلحت کیلئے ترک فرائض وواجبات اور ارتکاب سیئات بھی جائز ہے۔

مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ آگے چل کر لکھتے ہیں: مگر ان کا طریقہ کار ایسا ہے کہ اس سے نفاذ اسلام کی توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کیونکہ غیر اسلامی طریقوں سے بے دینوں کی کامیابی تو ممکن ہے مگر دینداروں کو اولاً کامیابی ہوگی نہیں اور اگر صورت کامیابی ہو بھی گئی تو اس کے نتیجے میں اسلام نہیں آئے گا۔ راقم کہتا ہے جیسا کہ متحدہ مجلس عمل کی حکومت صوبہ سرحد پر آئی صوبائی اسمبلی میں ڈسک بجا بجا کر حسبہ بل پاس کیا لیکن متحدہ مجلس عمل کی مسکینی اور عاجزی اس وقت سامنے آئی جب وفاق میں باوجود اکثریت یہ بل پاس نہ کر سکے اور برائے نام عدالت میں چیلنج ہوگیا اور اپنے بل کے دفاع کرنے میں ناکام رہیں۔ حالانکہ متحدہ مجلس عمل نے لوگوں سے ووٹ اسلام کے نام اور نفاذ شریعت، انتخابی نشان کتاب کا سہارا لیتے ہوئے لی اور نتیجہ منفی نکلا بالآخرہ متحدہ مجلس عمل بھی ٹوٹ گیا اور اسلام نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی، جب اس کی بنیاد ہی کمزور تھی تو اس پر عمارت کیسے قائم رہ سکتی ہے؟

قارئین کرام! عقل ونقل اور مشاہدہ سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ہرگز مسلمان کامیابی کی راہ نہیں پاتے حاصل یہ کہ کسی مصلحت کی خاطر مستحب کام تو چھوڑا جاسکتا ہے مگر حدود اللہ کو عبور کرنا اور قانون شرعی کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں ہے اس سلسلے میں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے احکام شرعیہ کے مقابلے میں نام نہاد مصالح کو کبھی بھی قابل اعتبار نہیں سمجھا۔

ا) حضور اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا اس کی شادی حضرت زینب سے ہوئی تھی حضرت زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دیدی عدت گزارنے کے بعد آپ ﷺ نے ان سے نکاح کا ارادہ کرنا چاہا بلاشبہ یہ مباح اور جائز تھا مگر آپ ﷺ کو خیال پیدا ہوا کہ عوام منہ بولے بیٹے کی بیوی کے ساتھ نکاح حرام سمجھتے ہیں گویا اس کو حقیقی بہو کا مقام دیتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ نے یہ ارادہ ترک فرمایا اس لئے اس نکاح سے شورش اور فتنہ ہوگا جدید الاسلام لوگ طعن وتشنیع کر کے اپنا ایمان برباد کریں گے اور اسلام سے لوگ متنفر ہوں گے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ نازل ہوئی: و تخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ (القرآن)

ترجمہ: آپ ﷺ لوگوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ ان سے ڈرے۔

بالآخرہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کا نکاح حضرت زینت سے کردیا فتنہ وشورش کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی اس لئے کہ اس مباح کو چھوڑنے سے اس ضروری مسئلہ کا عملی اظہار نہ ہوتا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی حقیقی بہو نہیں بنتی

اوراس سے نکاح حلال ہے اس مباح کے ترک میں التباس فی الدین بلکہ تحریف کا خطرہ تھا اس لئے اس کے ترک کی اجازت نہیں دی گئی۔

۲)تحویل قبلہ میں یہود کی طرف سے سخت مخالفت اور فتنہ کا اندیشہ تھا علاوہ ازیں چونکہ یہ اسلام میں پہلا نسخ تھا اس لئے لوگوں کے ارتداد کا بہت خطرہ تھا اس کے باوجود اللہ کیطرف سے تنبیہ نازل ہوتی ہے:

ولئن اتبعت اھوائھم من بعد ماجاء ك من العلم انك اذالمن الظالمین۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کسی مصلحت کی پرواہ کئے بغیر حکم الٰہی پر قائم ودائم رہے۔

۳)جب حضور ﷺ کی رحلت اس دار فانی سے ہوئی تو آپ ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد ہر طرف ارتداد وغیرہ بہت سے فتنوں کا بہت بڑے پیمانے پر سلسلہ شروع ہو گیا،حضرت ابوبکر صدیقؓ کو استحکام خلافت سے قبل ہی ان سب فتنوں سے برسرپیکار ہونا پڑا ایک وقت کئی محاذ کھل گئے،ان میں ایک فتنہ منکرین زکوٰۃ کا تھا حضرت صدیقؓ نے ان کے خلاف بھی جہاد کا فیصلہ کیا،دوسرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں سے اعلان جہاد نہ کرے امید ہے کسی وقت یہ لوگ خود بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرینگے اور مصلحت اس میں تھی کیونکہ اور کئی محاذ کھلے ہوئے تھے نیا محاذ نہیں کھلنا چاہئے تھا لیکن صدیقؓ نے ایک کی بھی نہ مانی تمام مصالح کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر ڈٹے رہے بالآخرہ عمر فاروقؓ سمیت دوسرے صحابہ کرامؓ کا بھی شرح صدر ہوا۔

۴)حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں غسان کا بادشاہ جبلہ بن ابھم مسلمان ہوا اس نے طواف کرتے ہوئے ایک معمولی سی بات پر ایک اعرابی کو تھپڑ مار دیا جس کی وجہ سے اس کا دانت ٹوٹ گیا،حضرت عمر فاروقؓ کے ہاں شکایت ہوئی آپؓ نے جبلہ سے قصاص کا حکم صادر فرمایا ،حالانکہ مصلحت یہ تھی کہ اس سے قصاص نہ لیا جاتا کیونکہ اس کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کو بہت شوکت حاصل تھی،صاحب حق سے معاف بھی کرایا جاسکتا تھا لیکن خلیفہ ثانیؓ نے کسی بھی مصلحت کی پرواہ کئے بغیر اسلام کا حکم صادر فرمایا کہ یا صاحب حق کو راضی کرنا ہے یا قصاص لینا ہے بالآخرہ وہ مرتد ہو کر بھاگ گیا۔ان واقعات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ جہاں کہیں کوئی شرعی حکم ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو آپ ﷺ اور آپکے جانثاروں نے کبھی بھی کسی مصلحت کا پرواہ نہیں کیا ہے۔بلا سوچے سمجھے انہوں نے شرعی حکم بجا لایا ہے اور صدہا مصالح ان پہ قربان کیا ہے۔

الغرض کسی مصلحت کی خاطر معصیت کا ارتکاب ہرگز جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کے حدود کو عبور کرنا جائز نہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

تِلْكَ حُدُودُ اللّهِ فَلاَ تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّهِ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ(البقرہ)

ترجمہ: یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ ظالم ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ از:عام مسلمانوں کے نام تحریک طالبان جماعت الاحرار کے ایک مجاہد کی طرف سے پیغام

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نازل فرمائے ہوئے احکامات کے مطابق حکم نہ دے تو وہ کافر ہے،وہ ظالم ہے،وہ نافرمان ہے۔

تو معلوم ہوا کہ پاکستان میں ایک ہی نظام چل سکتا ہے(دو نہیں)اور وہ نظام ہے نظام الٰہی،نہ کہ نظام برطانوی۔

والسلام
آپ کا بھائی
مولانا ذاکر

وعن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال جاھدو المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم(مشکواۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف جہاد کرو اپنے مالوں سے،اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔

عام مسلمانوں کے نام تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار کے ایک مجاہد کی طرف سے پیغام

قال اللہ عزوجل فی القرآن المجید والفرقانه الحمید :

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔

اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

اور جو اللہ کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُون

اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔

میرے عزیز مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

انشاء اللہ میرے سارے مسلمان بھائی خیر وعافیت سے ہونگے۔

میرے غیور مسلمان بھائیو! میرا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے مقصد کو پہچان لیں اسی عرض سے میں نے خط کے شروع میں قرآن کریم کی آیتوں کو پیش کیا، اسطرح تو پورا قرآن بھرا پڑا ہے لیکن بات کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔

اصل مقصد

کچھ لوگ طالبان پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ محبّ وطن نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ طالبان جو افغانستان اور کشمیر میں لڑتے ہیں وہ اوریجنل طالبان ہیں اور جو پاکستان میں شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں یہ دونمبر طالبان ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک ملک وملت میں دوقوانین نہیں چلتے۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہم محبّ وطن نہیں ہے، حقیقت میں ہم ہی محبّ وطن ہیں لیکن حب النظام نہیں ہیں، کیونکہ حضور پاک ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف تو ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کی طرف منہ کرکے یوں فرمایا: اے میرے محبوب وطن میرا آپ سے زیادہ محبت ہے لیکن یہ ظالم لوگ تیرے اندر مجھے نہیں چھوڑتے۔اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ محبّ وطن تھے لیکن حب النظام نہیں تھے اور حضور ﷺ کا دفن بھی مدینہ منورہ میں ہے یعنی حضور ﷺ نے ہجرت نظام کے بنیاد پر کیا تھا وطن سے نفرت نہیں تھی۔اسی طرح ہم نے جو ہجرت کی ہے یہ بھی اس برطانوی نظام کی وجہ سے ہے نہ کہ ہم پاکستان سے نفرت کرتے ہیں اور انشاء اللہ ہم ہی غالب آئیں گے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان اس باطل برطانوی نظام سے پاک وصاف ہوجائے اور اصلی معنوں میں پاکستان بن جائے وہ پاکستان جس کیلئے آج سے ٦٨ سال پہلے ہمارے علماء ومشائخ نے قربانی دی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاد اسلام کا مقدس رکن اور اللہ تعالیٰ کے احکامات میں عظیم حکم ہے اس حکم اور مقدس رکن کیلئے کوئی ایک زمین خاص نہیں ہے جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حدود اسلام کیلئے ایک زمین خاص نہیں ہے یہ سارے احکامات پوری زمین پر نافذ کرنے کیلئے ہے ان احکامات میں عظیم کلمہ جہاد کا بھی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ جہاد افغانستان میں جائز ہے اور پاکستان میں نہیں کیونکہ افغان طالبان بھی ایک باطل اور فرسودہ نظام کے خلاف لڑرہے ہیں اور ہم بھی اس لئے لڑتے ہیں دونوں کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام۔

تیسری بات یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک ملک وملت میں دوقانون نہیں چل سکتے، یہ بات بالکل درست ہے کہ ایک ملک میں دوقانون نہیں چل سکتے ۔پاکستان کو آزاد کرنے کا مقصد ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اس میں دوقانون نہیں چل سکتے کیونکہ پاکستان کو آزاد کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ اس ملک میں اللہ کا نظام قائم ہوجائے اور اس عظیم مقصد کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب تو لا الہ الا اللہ تھا اس میں ابھی کیوں برطانیہ کا نظام قائم ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔

اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

بقیہ صفحہ 21 پر

معرکہ ایمان و مادیات

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندویؒ

پیوستہ بگذشتہ:

توریت بھی اخروی زندگی پر یقین اوراس کے لئے تیاری، عالم آخرت کی ابدی سعادت کے حصول کیلئے اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کے استعمال، اور جنت کی نعمتوں اور خدا کے انعامات کا ذوق وشوق پیدا کرنے والی چیزوں کے بیان، اس دنیا کی بے حقیقتی اور عمر کی بے ثباتی کی تشریح، اقتدار پرستی اور توسیع پسندی کے جذبہ کی مذمت، زمین میں تخریب وفساد کی ممانعت، زہد وقناعت اور دنیا ومتاع دنیا سے کم سے کم وابستگی دعوت سے اس طرح خالی ہے، کہ حیرت ہوتی ہے، اس کا طرز ان آسمانی صحیفوں کے طرز سے بالکل جدا نظر آتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں، اور جن کی اصل روح محبت دنیا کی مذمت اور آخرت کی دعوت ہے۔

اس لحاظ سے اگر یہودیت کی تاریخ صرف مادی قوت، رقابت ومسابقت دولت کی ہوس، نسلی غرور، اقتدار پرستی اور قومی تکبر کی تاریخ میں ڈھل گئی ہے، تو تعجب نہ ہونا چاہئے، یہ ذہنیت یہود کی مذہبی کتابوں، ان کے ادب ولٹریچر، انی ایجادات واختراعات ان کے انقلابات وتحریکات اور افکار وخیالات ہر چیز سے عیاں ہے، اور نرم دلی، تواضع، ضبط نفس، خودشکنی، دنیاوی زندگی سے بے رغبتی، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق، آخرت کی طلب اور انسانیت پر رحم وشفقت کا کوئی شائبہ ان کے قومی نظام میں نہیں پایا جاتا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں مشرک اور فرزندی کے عقیدہ کی جو عیسائیت کی طرف منسوب ہے سخت مذمت فرمائی ہے اور دنیاوی زندگی کی پرستش، اس کو ہمیشہ کا گھر سمجھنے، اور ہر چیز سے کٹ کر اس میں مست وبیخود رہنے پر سخت تنبیہ کی ہے، اور اس کی بنیادی کمزوری اور بے ثباتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً () وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرُزاً (الکھف)

ترجمہ: جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔۔ اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کرکے) بنجر میدان کر دیں گے۔

دنیا کے پرستاروں، منکرین آخرت اور اہل غفلت پر نکیر کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً () الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً (الکھف)

ترجمہ: کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں؟۔۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح عقیدہ آخرت، ایمان بالغیب اور خالق کائنات اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان، سورہ کے اول وآخر بلکہ اس کے تمام حصوں پر محیط ہے، یہ وہ عقیدہ نفسیات، عقلت اور مزاج ہے، جو مادیت کے مزاج ونفسیات سے یکسر مختلف ہے، اس کے برعکس مادیت (جو صرف حس، مشاہدہ اور تجربہ پر اعتماد کرتی ہے، اور دنیاوی منفعت، جسمانی لذت اور قومی ونسلی سیادت وبرتری کی قائل ہے) اس سے ابا کرتی ہے، اور اس سے متنفر ہے، بلکہ اپنی پوری قوت وصلاحیت ک ساتھ اس سے برسر پیکار ہے، یہ سورہ جس مادہ اور جوہر پر مشتمل ہے، اس کے اندر اس مادیت کا تریاق پہلے سے موجود ہے، جو تقدیر الٰہی سے سب سے زیادہ عیسائیوں کے حصہ میں آئی اور پوری تاریخ میں وہ اس کے سب سے بڑے سرپرست داعی اور نگراں وذمہ دار ثابت ہوئے، اس کے بعد اس کی تولیت وقیادت یہود کے ہاتھ میں رہی جو حضرت مسیح کے شروع سے دشمن اور ہر دور میں مسیحیت کے رقیب تھے، اور اب ان ہی یہودیوں کے ہاتھوں یہ تہذیب اپنی آخری بلندیوں تک پہونچے گی اور ان ہی میں ''دجال اکبر'' ظاہر ہوگا جو کفر والحاد اور دجل وتلبیس کا بڑا علمبردار اور سارے دجالوں کا سردار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''اس سورہ اور خاص طور پر اس کے ابتدائی حصہ کی تلاوت اس کے فتنہ سے محفوظ رکھتی ہے'' اس طرح سورہ کے آغاز واختتام کے درمیان ایک ایسی لطیف مناسبت قائم ہوگئی ہے، جس کو ہر شخص محسوس کر سکتا ہے، مجموعی طور پر سورہ کا تعلق فتنہ دجال سے بہت گہرا ہے اور اس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔

سورہ کہف کے چار قصے

یہ سورہ چار قصوں پر مشتمل ہے جو اس کے سنگ میل یا ستون کہے جا سکتے ہیں دوسرے الفاظ میں یہ وہ محور ہیں جن کے گرد اس کی ساری تعلیم وموعظت اور دانش وحکمت گردش کر رہی ہے۔

۱) اصحاب کہف کا قصہ۔

۲) صاحب الجنتین (دو باغ والے) کا قصہ

۳) حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ

۴) ذوالقرنین کا قصہ۔

یہ قصے جو اپنے اسلوب بیان اور سیاق وسباق کے لحاظ سے جدا ہیں، مقصد

اور روح کے لحاظ سے ایک ہیں، اور اس روح نے ان کو معنوی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور لڑی میں منسلک کر دیا ہے۔

کائنات کے دو نظریئے!

یہ کائنات (عام حالات میں) طبعی اسباب و محرکات کی تابع ہے اور یہ اسباب اس میں اپنا کام کر رہے ہیں، یہ وہ کائناتی طاقتیں ہیں جو اس کے نظام پر حاوی اور اس کے اندر جاری و ساری ہیں، یہ اسباب اور خواص اشیاء کبھی شاذ و نادر ہی اپنی خاصیت وتاثیر چھوڑتے ہیں، یا ان کا نشانہ غلط ہوتا ہے، اب لوگوں کی ایک تعداد وہ ہے، جن کی نگاہ ان ظاہری اور قدرتی اسباب سے پیچھے نہیں گئی بلکہ اسی زندگی اور مادی محسوس دنیا میں اٹک کر رہ گئی، وہ سمجھنے لگے کہ نتائج ہمیشہ اسباب ہی سے وجود میں آسکتے ہیں، اور اسباب کے بغیر نتائج کا تصور ناممکن ہے، اور پوری کائنات میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسباب و نتائج کے درمیان حائل ہو سکے اور اپنے آزادانہ ارادہ کے ساتھ ان میں کوئی تبدیلی کر سکے اور بغیر اسباب کے سببات کو وجود میں لا سکے اور ان کو بلا کسی تمہید، مدد اور سہارے کے پیدا کر سکے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ گروہ ان اسباب ظاہری میں پھنس کر رہ گیا اور ان کے ساتھ اس نے خدا کا سا معاملہ کرنا شروع کر دیا، اشیاء کی خاصیتوں اور اسباب و وسائل کے سوا اس نے ہر چیز سے انکار کیا، اس نے اس قوت کا انکار کیا جو اس کائنات کی بلا شرکت غیرے مالک و حاکم ہے اور اس کا حکم ساری دنیا پر نافذ ہے، اس زندگی کے بعد دوسری زندگی، اور حشر و نشر کا بھی اس نے انکار کیا اور اپنی ساری قوت و صلاحیت کائنات کی ان طبعی طاقتوں کی تسخیر، اسباب و خواص کی دریافت، اور مادی وسائل کے استعمال میں صرف کر دی، اور اس کی فکر و آرزو اور تلاش و جستجو میں سرگرداں رہا یہاں تک کہ ان چیزوں کی عظمت اور محبت اس کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی، اور اس کو اس نے اپنا رب اور اپنا معبود بنا لیا، مادہ اور قوت کے سوا وہ ہر چیز کا منکر ہو گیا، جب مقصود کی تکمیل اس کو آنکھوں سے نظر آنے لگی اور اس نے بعض چیزوں کو اپنی ارادہ کے تابع کر لیا اور اپنے تصرف و استعمال میں لے آیا تو اس نے کبھی زبان حال سے اور کبھی زبان قال سے اپنی الوہیت و ربوبیت کا بھی اعلان کرنا شروع کیا اپنے جیسے انسانوں کو اپنا بندہ اور غلام بنا لیا، ان کے خون، مال اور عزت و آبرو کے ساتھ جس طرح چاہا کھیل کھیلا اور اپنے اغراض و خواہشات نفسانی اور اپنی سربلندی و ناموری کیلئے یا اپنی قوم کی عظمت کے نام پر، وطن کے نام پر اور پارٹی کے نام پر، ان مظلوم انسانوں کے ساتھ جو چاہا سلوک کیا۔

اس کائنات کا دوسرا نظریہ پہلے نظریہ سے بنیاد اور طریقہ کار ہر چیز میں مختلف ہے، یہ نظریہ اس یقین پر قائم ہے کہ ان طبعی اسباب، قدرتی طاقتوں اور خزانوں اور اشیاء کی خاصیتوں سے ماورا اور بالاتر ایک غیبی قوت ہے، جس کے ہاتھ میں ان اسباب و خواص کے زمامِ اقتدار ہے، اور جس طرح نتائج و ثمرات اسباب کے تابع ہیں، اسی طرح خود یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت اور حکم و اشارہ کے تابع محض ہیں، ارادہ الٰہی ان کو عدم سے وجود میں لاتا ہے ان کو آگے بڑھاتا اور چلاتا ہے، اور جب چاہتا ہے، ان کو مسببات سے جدا کر دیتا ہے، اس لئے کہ اسباب و مسببات دونوں یکساں طریقہ پر اس کے تابع و فرمانبردار ہیں، وہ خود مسبب الاسباب اور علۃ العلل ہے، اور اسباب اور علل کا سارا سلسلہ اسی کی ذاتِ عالی پر جا کر ختم ہوتا ہے۔

کائنات کو پیدا کرنے اور اسباب کو وجود میں لانے کے بعد کائنات کی زمام ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹی، اور سلسلہ اسباب اس کی غلامی سے ایک لمحہ کے لئے آزاد نہیں ہوا، نہ اس نے اس سے سرتابی کی، کبھی اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، آسمان و زمین کی کوئی چیز اس کو عاجز کرنے پر قادر نہیں اس نے اپنی حکمت بالغہ اور ارادہ قاہرہ سے اشیاء کو خواص سے اور مسببات کو اسباب سے اور مقدمات کو نتائج سے وابستہ کیا، وہی جوڑنے والا اور توڑنے والا ہے، مٹانے والا اور بنانے والا ہے اور وہی تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا اور لباس ہستی پہناتا ہے:۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (سورہ یٰسین)

ترجمہ: اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

اس کے سامنے یہ حقیقت اچھی طرح آ گئی کہ اس کائنات میں کچھ اور عوامل و محرکات ہیں، جو افراد و اقوام کی تقدیر پر اس سے کہیں زیادہ اثر انداز ہیں جتنے کہ یہ طبعی اور ظاہری اسباب، اسی طرح ان سے جو نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ ان طبعی اور مادی نتائج سے بہت زیادہ انقلاب انگیز ہوتے ہیں، جو اسباب سے وابستہ مربوط ہیں۔

یہ عوام و محرکات ایمان و عمل صالح، اخلاق عالیہ، خدا کی اطاعت و عبادت، عدل و انصاف، رحم و محبت اور اسی طرح کے دوسرے معنوی اسباب ہیں، جو کفر و بغاوت، فساد فی الارض، ظلم و نفس پرستی اور گناہوں و معصیتوں جیسے معنوی اسباب کے بالکل برعکس کام کرتے ہیں۔

اسباب طبعی کو ترک کئے بغیر اگر کوئی ان صالح معنوی اسباب کو اختیار کریگا تو یہ کائنات اس سے مصالحت کرنے پر مجبور ہوگی، اور زندگی اپنی حقیقی لذت و حلاوت کے ساتھ اس کا ساتھ دیگی، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں سہولتیں اور آسانیاں پیدا فرمائے گا، اور بعض موقعوں پر اسباب طبعی ہی اس کے پابند کر دیئے جائیں گے، اور خارق عادت چیزیں ظاہر ہونے لگیں گی، اس کے برعکس جو دوسرے قسم کے غیر صالح اسباب سے اپنا تعلق رکھے گا اور صرف طبعی قوتوں پر اعتماد کریگا اور اپنی پوری زندگی اسی بنیاد پر قائم

کرے گا تو یہ کائنات اس کی مخالف پر کمر بستہ ہوجائے گی، جو طاقتیں اس نے اپنے تابع کرلی ہیں، وہ بھی اس کو دھوکہ دینے لگیں گی، وہ ہرلحہ ان کی احتیاج میں رہے گا، اور یہ احتیاج برابر بڑھتی جائے گی، قدرت اس کے خلاف ہوگی، اور طبعی قوتیں اس کی راہ میں مزاحم ہونگی۔

سورہ کہف ایمان اور مادیت کی کشمکش کی کہانی ہے!

سورہ کہف دو نظریات، دو عقیدوں اور دو قسم کی نفسیات کی کشمکش کی کہانی ہے ،ایک مادیت اور مادی چیزوں پر عقیدہ، دوسرے ایمان بالغیب اور ایمان باللہ، اس میں ان عقائد، اعمال واخلاق اور نتائج وآثار کی تشریح کی گئی ہے، جو ان دونوں قسم کی نفسیات یا نظریات کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں، اور اس اول الذکر نظریہ کو اختیار کرنے کے خلاف آگاہی دی گئی ہے جو صرف مادہ اور اس کے مظاہر پر یقین رکھتا ہے، اور خدا اور غیبی قوتوں کا منکر ہے۔

اصحاب کہف کا قصہ

اب ان چاروں قصوں کی طرف آیئے، سب سے پہلے جو قصہ ہمارے سامنے آتا ہے، وہ اصحاب کہف الکھف الرقیم کا قصہ ہے، یہ اصحاب کہف کون تھے، انسانی تاریک میں اس قصہ کی کیا قیمت وافادیت ہے اور قرآن مجید نے اس خصوصیت واہتمام کے ساتھ اس کا ذکر کیوں کیا ہے، کہ وہ ایک زندہ جاوید کہانی بن گیا، اور اس کو تاریخ کے ہر دور میں برابر سنا اور سنایا جاتا رہا؟

مسیحی لٹریچر اور مذہبی کہانیوں میں اصحاب کہف کا تذکرہ

قبل اس کے کہ ہم اس قصہ کو قرآن مجید کے مخصوص معجزانہ اسلوب بامقصد و باوقار انداز کلام اور اس بلاغت قرآنی کے آئینہ میں دیکھیں جو غیر ضروری باتوں اور فضول بحثوں سے پاک اور بالاتر ہے، ہم پہلے قدیم مذہبی صحیفوں اور ان روایتی داستانوں میں اس کا سراغ لگاتے ہیں جو سینہ بسینہ چلی آرہی ہیں اور جس کو ایک نسل دوسری نسل تک منتقل کرتی آئی ہے، اس کے بعد اس کا جائزہ لیں گے کہ اس داستان اور قرآن مجید کے بیان کردہ واقعہ میں کہاں کہاں اشتراک اور کس جگہ اختلاف!

اصحاب کہف کا ذکر عہد عتیق کے صحیفوں میں نہیں ہے اس لئے کہ یہ واقعہ عیسائی تاریخ کے آغاز میں اس وقت پیش آیا جب توحید اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت مسیح علیہ السلام کے متبعین کے ذریعہ پھیل چکی تھی، اور عہد عتیق کے آخری صحیفے بھی مرتب ہوچکے تھے، اس قصہ میں قدرتی طور پر (خاص طور پر اس وجہ سے کہ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین کی جوانمردی واستقامت پوری طرح عیاں ہے) کوئی ایسی چیز نہ تھی جو یہودیوں کو اس حفظ ونقل پر آمادہ کرتی، البتہ عیسائیوں کیلئے یہ بہت محبوب وپسندیدہ مذہبی قصوں میں تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ بہ نسبت اور قصوں کے اس میں زیادہ حیرت انگیز اور پرکشش واقعات بیان کئے گئے تھے، مزید یہ کہ اس واقعہ سے مسیح علیہ السلام کے ابتدائی ماننے والوں کی مضبوطی واستقامت ان کی قوتِ ایمانی، اور عقیدہ واصول کیلئے ان کی خودشکنی وقربانی، اور مسیحیت کی اولین صاف وپاکیزہ تعلیمات کی خاطر ان کی غیرت وحمیت کا بڑا ثبوت ملتا تھا، اور وہ آج بھی ایمان کی دبی ہوئی چنگاری کو دوبارہ فروزاں کرنے، سوئی ہوئی غیرت ایمانی کو بیدار کرنے، مزاحمت اور مقابلہ کی طاقت پیدا کرنے اور جدو جہد و قربانی کے راستہ پر ڈالنے کی قوت وصلاحیت رکھتا ہے، یہ عناصر جو اس قصہ کی امتیازی خصوصیت ہیں طویل انسانی تاریخ میں اس کے بقاء ودوام کے ضامن ہیں، اور اسی وجہ سے اس کو روئے زمین کے اتنے بڑے رقبہ اور علاقہ میں شہرت وقبولیت حاصل ہوئی، اور ایک عہد سے دوسرے عہد اور ایک نسل سے دوسری نسل تک اس کو برابر منتقل کیا جاتا رہا، اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ زمانہ سابق کے عیسائیوں نے اس کو کس طرح سمجھا تھا، اور بعد کے آنے والوں کے لئے اس سلسلہ کی کیا معلومات بہم پہونچائی تھیں؟

اس سلسلہ میں اخلاق ومذاہب کے انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے جو کچھ لکھا ہے اس کا اصل حسب ذیل ہے:۔

سات سونے والوں (seven Sleeprs) کا قصہ مقدس ہستیوں کے ان قصوں میں ہے، جس میں عقل کی تسلی وآسودگی کا سب سے زیادہ سامان ہے، اور جو آفاق عالم میں سب سے زیادہ مشہور ہے، قصہ کے عناصر جو قدیم ترین کتابوں میں نظر آتے ہیں حسب ذیل ہیں:۔

شہنشاہ ڈیسیس (Decius) یونان کے قدیم شہر افیسس (ephesus) میں جاکر بت پرستی کی رسم کی تجدید کرنا چاہتا ہے اور باشندگان شہر بالخصوص عیسائیوں کو بتوں پر قربانی پیش کرنے کا حکم دیتا ہے، اس کے نتیجہ میں عیسائی عیسائیت ترک کردیتے ہیں اور ایک تعداد اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہتی ہے، اور حکومت کے مظالم برداشت کرتی ہے، اس موقع پر سات نوجوان (بعض روایات میں ان کی تعداد آٹھ بتائی گئی ہے) جو محل شاہی میں مقیم تھے، بادشاہ کے سامنے آتے ہیں (ان کے ناموں میں اختلاف ہے) ان پر اس بات کا الزام ہے کہ وہ خفیہ طور پر عیسائیت قبول کرچکے ہیں، یہ نوجوان بتوں کیلئے قربانی سے انکار کرتے ہیں، بادشاہ ان کو اس موقع پر ایک مدت کی مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں اور نصرانیت سے توبہ کرلیں، اس کے بعد وہ شہر سے چلا جاتا ہے۔ اس مدت میں یہ نوجوان شہر چھوڑدیتے ہیں اور ایک قریب کے پہاڑ میں جاکر جس کا نام ANCHILUS ہے ایک غار میں چھپ جاتے ہیں۔

جاری ہے

اذلة علی المؤمنین

مولوی یحییٰ افغانی دامت برکاتھم العالیہ

آج کے پرآشوب دور میں جہاں دل کو خون کے آنسو رلانے والے مناظر کی بہتات ہے وہاں کچھ ایسے مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر خانہ دل میں خوشی کا سماں بندھ جاتا ہے دل کو سرور امید اور حوصلہ بخشنے والے مناظر میں سے ایک مگر سب سے بڑھ کر پرلطف اور روح پرور منظر وہ ہوتا ہے جب مجاہدین فی سبیل اللہ کے مجالس، مراکز اور غزوات میں مختلف قبائل الگ الگ زبانوں اور جداگانہ رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے شمع جہاد کو فروزاں رکھنے کیلئے گم نام پروانوں کی جھرمٹ نظر آتی ہے۔ اسلامی اخوۃ کے قالب میں ڈھلے ہوئے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے عملی نمونے اور وحدت امت کو پارہ پارہ کردینے کی خاطر کھینچی ہوئی سرحدات کو علی الرغم دشمن جوتے کی نوک پر رکھنے والی یہ مبارک ہستیاں ایمان وعزیمت کی وہ روشن قندیلیں ہیں جنہیں دیکھ کر قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں اور بے ساختہ استاد ذوقؔ کا یہ شعر ورد زبان ہوجاتا ہے:

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوقؔ اس جہاں میں زیب ہے اختلاف سے

بلاشبہ جس طرح صحابہ کرامؓ کے دور مبارک میں مختلف قبائل اور مختلف نسلوں سے سلیم الفطرت حضرات کا کشاں کشاں دین اسلام کی طرف چلے آنا من جملہ اسلامی تعلیمات کی حقانیت کی دلائل میں سے ایک زندہ دلیل تھی، بالکل اسی طرح اس دور میں مجاہدین کی صفوں میں کسی رومی، کسی فارسی اور کسی غفاری کا نظر آجانا بھی دور حاضر میں جاری جہاد کی حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کیلئے عموماً اور مجاہدین کیلئے خصوصاً ایمانی سرور کا باعث ہے، مگر یہ ایک فطری امر ہے کہ جب رنگ ونسل مختلف ہوں تو طبیعتوں میں اور افکار وآراء میں اختلاف کا پایا جانا بعید از امکان نہیں ہوگا جبکہ دوسری طرف اتفاق واتحاد کی فضاء کو برقرار رکھنا اور اخوۃ ایمانی کا عملی نمونہ بن کر زندگی بسر کرنا شریعت اسلامی کا جزء لاینفک ہے کہ:

جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

لہٰذا تمام مجاہدین حضرات کیلئے ضروری ہے کہ باہمی اتفاق واتحاد، اخوۃ ومحبت، ہمدردی اور احترام کی فضاء کو قائم رکھنے کیلئے خالق کائنات جل جلالہ اور رحمت للعالمین ﷺ نے جو اخلاقی احکامات صادر فرمائے ہیں ان پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوں تاکہ کسی بھی دشمن کو چاہے انسی ہو یا جنی مجاہدین کی صفوں میں افتراق وانتشار پھیلانے کا موقع نہ ملے اور ہمارا کوئی قول یا فعل اپنے مجاہد بھائی کے دل شکنی کا باعث نہ بنے دل شکنی ہی تو اخوۃ کے زوال کا بنیادی سبب ہے آیئے قرآن وسنت سے اس موضوع پر مشتمل چند احکامات اور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں میں ان کی عملی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔

بلاشبہ جس طرح صحابہ کرامؓ کے دور مبارک میں مختلف قبائل اور مختلف نسلوں سے سلیم الفطرت حضرات کا کشاں کشاں دین اسلام کی طرف چلے آنا من جملہ اسلامی تعلیمات کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک زندہ دلیل تھی، بالکل اسی طرح اس دور میں مجاہدین کی صفوں میں کسی رومی، کسی فارسی اور کسی غفاری کا نظر آجانا بھی دور حاضر میں جاری جہاد کی حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہونے کے ساتھ امت مسلمہ کیلئے عموماً اور مجاہدین کیلئے خصوصاً ایمانی سرور کا باعث ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (الحجر)

ترجمہ: اور ایمان والوں کیلئے اپنے بازو جھکائے رکھئے۔

بظاہر یہ حکم رسول اللہ ﷺ کو ہے مگر درحقیقت قیامت تک ہر بندہ مومن کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کے سامنے فروتنی سے کام لے اور اپنی اُنا کی بت کو اپنے رب کی رضا کی خاطر اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار رکھنے کیلئے تواضع کی کلہاڑی کے ذریعے پاش پاش کر کے خاک میں ملادے، کیونکہ بسا اوقات باہمی الفت ومحبت کے ماحول کو اُنانیت کی چھنگاری سے آگ لگتی ہے، اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے کا پندار اور کسی کو حقیر سمجھنے کا زعم مکروہ من جملہ ان اسباب میں سے ہیں جن کے ہوتے ہوئے باہم شیر وشکر رہنے کا تصور بھی مشکل ہوجاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت مرحومہ کو اس خوئی بد کی قباحت وشناعت پر کیسی مختصر اور جامع تنبیہ بیان فرمائی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بحسب امرأ ی من الشر ان یحقر اخاه المسلم (الحدیث)

ترجمہ: ایک مسلمان کے بدترین ہونے کیلئے صرف یہ ایک بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی عملی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے چند پہلو ملاحظہ ہوں:

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک آدمی فتح مکہ کے دن حضور ﷺ سے بات کرنے لگا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی، حضور ﷺ نے فرمایا تسلی رکھو میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت بھی کھالیا کرتی تھی۔

(حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں حضورﷺ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا میں نے ٹھیک کرنے کیلئے حضورﷺ سے لے لی حضورﷺ نے میرے ہاتھ سے جوتے لیکر فرمایا تسمہ تو میرا ٹوٹا اور ٹھیک تم کرو اس سے فوقیت نظر آتی ہے اور میں دوسروں پر اپنی فوقیت پسند نہیں کرتا بلکہ میں تو سب کے برابر رہنا چاہتا ہوں۔(حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت عبداللہ بن جبیر خزاعیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورﷺ اپنے چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ جا رہے تھے کسی نے کپڑے سے آپﷺ پر سایہ کر دیا آپﷺ کو زمین پر سایہ نظر آیا تو آپﷺ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک صاحب چادر سے آپﷺ پر سایہ کر رہے تھے آپﷺ نے فرمایا رہنے دو اور کپڑا اس سے لیکر رکھ دیا اور فرمایا میں بھی تم جیسا آدمی ہوں اپنے لئے امتیازی سلوک نہیں چاہتا۔(حیاۃ صحابہؓ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے فرمایا کہ میں نے دل میں کہا کہ معلوم نہیں حضورﷺ مزید اور کب تک ہم میں رہیں گے یہ معلوم کرنے کیلئے میں نے حضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہﷺ اگر آپ سایہ کیلئے ایک چھپر بنالیں تو بہت اچھا ہو، حضورﷺ نے فرمایا میں تو لوگوں میں ایسے گھل مل کر رہنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ میری ایڑیاں روندتے رہیں اور میری چادر کھینچتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے اٹھا کر مجھے ان لوگوں سے راحت دے میں اپنے لئے ایک جگہ نہیں بنانا چاہتا۔

(حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے ایک تولنے والے سے فرمایا تولو اور جھکتا ہوا تولو اس تولنے والے نے کہا میں نے یہ بات کسی اور سے نہیں سنی، میں نے کہا اسے تیرے لئے ہلاک ہونے اور تیرے دین کی بگاڑ کیلئے یہ کافی ہے کہ تو اپنی نبیﷺ کو نہیں پہچانتا یہ سن کر اس نے ترازو وہیں پھینکی اور کود کر اٹھا اور حضورﷺ کے ہاتھ کو لیکر اسے بوسہ دینا چاہا حضورﷺ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ کیا ہے ایسے تو عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں اور میں تو بادشاہ نہیں میں تو آپ لوگوں میں سے ہی ایک آدمی ہوں چنانچہ اس نے جھکتا ہوا تولا اور اپنے تولنے کی اجرت لی۔

(حیاۃ صحابہؓ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سب لوگوں سے زیادہ مہربان تھے، اللہ کی قسم! سخت سردی کی صبح کو جو بھی غلام یا باندی یا بچہ آپﷺ کی خدمت میں پانی لاتا (تاکہ آپﷺ اسے استعمال کرلیں اور پھر وہ اسے برکت کیلئے واپس لے جائے) تو آپﷺ انکار نہ فرماتے بلکہ سخت سردی کے باوجود آپﷺ اس پانی سے چہرہ اور ہاتھ دھو لیتے اور جب بھی آپﷺ سے کوئی آدمی پوچھتا تو آپﷺ پوری توجہ سے اس کی بات سنتے، اور اپنا کان اس کے قریب کر دیتے اور آپﷺ اس کی طرف متوجہ ہی رہتے اور وہی آپﷺ کو چھوڑ کر جاتا تو جاتا اور جب آپﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہتا تو آپﷺ اسے پکڑنے دیتے اور وہی آپﷺ کا ہاتھ چھوڑتا تو چھوڑتا آپﷺ نہ چھوڑتے۔(حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مدینے کے خادم غلام اور باندیاں اپنے برتنوں میں پانی لیکر آتے تو آپﷺ کے پاس جو بھی برتن لایا جاتا تو آپﷺ برکت کیلئے اپنا ہاتھ اسی میں ڈالتے بعض دفعہ یہ لوگ سردیوں کی صبح میں ٹھنڈا پانی لاتے تو حضورﷺ اس میں بھی ہاتھ ڈال دیتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں مدینہ والوں کی کوئی بچی آکر حضورﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضورﷺ اس کی ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے اور پھر وہ جہاں چاہتی حضورﷺ کو لے جاتی۔(حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی اپنے کسی خادم کو یا کسی عورت کو یا کسی اور چیز کو نہیں مارا، اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے کسی کو مارا ہو تو اور بات ہے اور جب بھی آپﷺ کو دو دنیاوی کاموں میں اختیار دیا جاتا تو دونوں میں سے جو زیادہ آسان ہوتا وہی آپﷺ کو زیادہ پسند ہوتا بشرطیکہ وہ کام گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو حضورﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آپﷺ کے ساتھ کتنی بھی زیادتی کی جاتی تو آپﷺ اپنی ذات کی وجہ سے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے البتہ کوئی اللہ کا حکم توڑ دیتا تو اس سے اللہ کیلئے بدلہ لیتے۔(حیاۃ الصحابہؓ)

(جاری ہے)

بقیہ از: امت مسلمہ کی پستی کا واحد علاج

هيبت الاسلام واذا تركت الامر بالمعروف والنهى عن المنكر حرمت بركة الوحى واذا تسابت امتى سقطت من عين الله۔

(كذافى الدر عن حكيم الترمذى)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا جب میری امت دنیا کو قابل عزت وعظمت سمجھے تو اسلام کی ہیبت اور عزت ان کے دلوں سے نکل جائی گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں تو وحی کی برکات سے محروم ہوں گے اور جب آپس میں ایک ودسرے کو گالیاں دیں تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے گر جائیں گے۔

ان تمام آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے تنزل کے طرف جانے کا سبب بس یہی ہے کہ ہم نے قرآن وحدیث کو چھوڑ اغیروں کے طریقوں کو اختیار کیا اس بیماری کا علاج درکار ہو تو اس کیلئے اکسیر نسخہ بس قرآن وسنت ہے۔

چیدہ چیدہ

ایک ''اہم'' خبر

صدر مملکت ممنون حسین نے پختہ عزم ظاہر کیا کہ ۱۹۶۰ء تک جناح کے مزار پر پاکستانی پرچم کو بطور چادر استعمال کیا جاتا تھا اب ۲۵ دسمبر ۲۰۱۵ کو جناح ڈے کے موقعہ پر اس مردہ روایت کو زندہ کرکے آج کے بعد جناح کے مزار پر نقرئی تاروں سے بنی ہوئی پاکستانی پرچم کو جناح کے مزار پر بطور چادر استعمال کریں گے تاکہ جناح سے داد تحسین وصول ہو اس خوشی میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ماڈل ٹاؤن کنٹرول روم میں بیٹھ کر تمام تھانوں سے رابطہ کیا کہ خبر دار دہشتگردوں کو قابو کرو لیکن بدقسمتی سے کراچی کے علاقہ تیموریہ میں ہوٹل کے سامنے ایک سیکورٹی اہلکار کو قتل کیا گیا۔ لیکن قابل تعجب بات یہ بھی ہے کہ جناح ڈے اور کرسمس ڈے ایک ہی دن منایا گیا۔

''قابل تعجب''

دسمبر ۲۰۱۵ء کو اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے اراکین میں سے طاہر اشرفی اور مولانا محمد خان شیرانی صاحبان نے مغربی اسلام کو اجاگر کرنے کی غرض سے آپس میں اختلاف کیا کیونکہ اشرفی صاحب قادیانیوں کو کافر نہیں ٹھہرا رہے تھے جبکہ شیرانی صاحب کا موقف یہ تھا کہ قادیانی کافر ہیں اس کے نتیجے میں دونوں مشت وگریباں ہوگئے اشرفی نے میڈیا کے سامنے گلوگیر آواز میں اپنی عاجزی و مسکینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ محمد خان شیرانی صاحب کے ہاتھوں میرے اس دریدہ گریباں کو دیکھو چاہئے تو یہ تھا کہ میں بھی شیرانی صاحب کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیتا لیکن سفید ریش ہونے کی وجہ سے میں نے صبر سے کام لیا۔ اس کے جواب میں شیرانی صاحب نے کہا کہ اشرفی میرے راستے میں رکاوٹ تھے میں نے صرف راستے سے ہٹایا مجھے کیا علم تھا کہ اشرفی صاحب کے کپڑے اتنے بوسیدہ تھے۔

(دیکھ لیا نا جمہوریت کا حسن کس قدر پروان چڑھا ہے کہ مولاناؤں کو بھی آپس میں لڑایا)

جتنے کا لیا تھا اتنے ہی پر فروخت کر دیا

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ پاکستان کو جنگی طیارے فراہم کرتے رہتے ہیں ان میں سے تو بعض طیارے پاکستان کو مل چکے ہیں جبکہ بعض کی فراہمی باقی ہے خدا کرے کہ امریکہ ناراض نہ ہوتا کہ باقی ماندہ طیارے بھی مل جائے۔

دوسری طرف پاکستان اور سری لنکا کے مابین معاہدہ طے پایا ہے کہ پہلے مرحلے میں پاکستان سری لنکا کو آٹھ تھنڈر طیارے فراہم کریگا اس پہ ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک آدمی نے کسی سے سائیکل چوری کی اور گھر لے آیا اس شخص کے بچے نے سائیکل کو تفریح کی غرض سے گھر سے باہر نکالا تو دوسرے چور نے وہ سائیکل چوری کر لی بچہ خالی ہاتھ واپس گھر آیا تو باپ نے پوچھا کہ سائیکل کا کیا ہوا بچے نے جواب دیا کہ میں نے سائیکل کو فروخت کیا باپ نے پوچھا کہ کتنے میں فروخت کیا بچے نے جواب دیا کہ جتنے میں تم نے خریدا تھا۔

بہت خوب تبدیلی آگئی

آغا سراج درانی صاحب نے قوم کو خوش خبری سناتے ہوئے کہا کہ نصرت سحر عباسی ''صاحبہ'' کی فرمائش پر نئی سندھ اسمبلی میں بیوٹی پارلر اور سیلون قائم ہو رہا ہے۔ یقیناً یہ خوش خبری ممبران اسمبلی کیلئے ایک حوصلہ افزا خبر ہے کیونکہ ماڈرن اور فیشن ایبل لڑکیوں کی طرح ممبران اسمبلی کو بھی جمہوری نظام میں چمک دمک کا حق حاصل ہے اور پھر نصرت سحر عباسی ''صاحبہ'' تو سب سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ نصرت سحر ''صاحبہ'' اپنی نام کی طرح رومانٹک مزاج شخصیت اور حسن سے بہت محبت رکھتی ہے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے تو ویسے بھی کوئی کام کرنے کی قابل نہیں کم از کم چہرہ تو بظاہر سرخ و سفید ہونا ضروری ہے۔

(شکر ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن سندھ اسمبلی کا ممبر نہیں ورنہ۔۔۔۔؟)

روشن خیال سیاستداں

آج کل روشن خیالی کا دور دورہ ہے جس سے حلال وحرام کی تمیز کی بھی ضرورت نہیں رہی کیونکہ سال ۲۰۱۵ء میں حکومت پاکستان نے گدھوں کی دو لاکھ کھالیں بیرون ملک ایکسپورٹ کئے ماہرین کے کہنے کے مطابق گدھوں کی دو لاکھ کھالوں سے دو کروڑ کلو گوشت برآمد ہو سکتا ہے اب مشکل یہ ہے کہ یہ دو کروڑ کلو گوشت کس

نے کھالیا۔ لیجئے اس مشکل کا حل ماہر سیاستداں شیخ رشید نے نکال دیا کہ بھئی کوئی فکر نہ کرو یہ گوشت ہم ہی نے کھالیا ہے۔

شکوے شکایتیں

اہم خبر ہے کہ آصف زرداری اور بلاول زرداری امریکا کا دورہ کریں گے جبکہ شیری رحمان بھی اس دورہ میں ساتھ شریک ہونگی ماہرین کا خیال ہے کہ باپ بیٹا امریکا جاکر نواز شریف کے خلاف شکوے شکایتوں کا انبار لگائیں گے اور آیندہ انتخابات میں ہمیں پاس کرو کا مطالبہ بھی کریں گے، شیری رحمان کو اس لئے ساتھ ہولیا کہ موصوفہ نہ صرف یہ کہ امریکیوں کے مزاج سے واقف بلکہ وہاں کی گلی کوچوں سے بھی واقف ہے اور امریکی حکام کو بلیک میل بھی کرسکتی ہے کیونکہ صاحبہ امریکہ میں پاکستانی سفیر کے طور پر رہائش کے دوران امریکی اعلیٰ حکام کو خوش رکھنے میں کامیاب رہ چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ باپ بیٹے نے شیری رحمان کو ساتھ لیکر موقعہ شناسی کا ثبوت دیکر صحیح فیصلہ کیا۔

''خبردار میں جاگ اٹھا ہوں''

وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ صاحب عام و بیشتر بلکہ اہم اور اعلیٰ سطحی میٹنگوں میں سوتے رہتے ہیں بے چارہ کیا کرے رات کو شراب و کباب اور دن کو میٹنگ یعنی دن رات سروس ہے اور یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، میٹنگ میں موقعہ غنیمت جان کر کرسی میں بیٹھے بیٹھے سو جاتے ہیں دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ شاید شاہ صاحب مرحوم ہوگیا لیکن شاہ صاحب غنودگی کے بعد آنکھیں کھول کر اور سر اٹھا کر شرکاءِ مجلس کو بار بار یقین دلاتے ہیں کہ میں مرا نہیں بلکہ سو گیا تھا اسی وجہ سے اہلیانِ سندھ نے وزیر اعلیٰ صاحب کی اس مجبوری کو دیکھ کر گٹر کے سوراخ کو بند کرنے کیلئے گٹر کے پاس شاہ صاحب کی تصویر بنائی تو شاہ صاحب نے گٹر کے پاس تشریف لیجا کر اعلان کیا کہ خبردار میں جاگ اٹھا ہوں اور سندھ کی تمام گٹروں کیلئے ڈھکن کا انتظام کیا جائے گا لہٰذا اہلیانِ صوبہ سندھ یہ سن کر خوش اور خاموش بھی ہوئے کہ خدا کا شکر ہے کہ سائیں سرکار جاگ اٹھا۔

دشمن کے بچوں کو پڑھانے والے خود پڑھنے سے محروم

مغربی غلامی سے محبت کرنے والے حکومتی فوجی وعسکری اداروں نے برائے نام تعلیم سے محبت وعقیدت اور مجاہدین سے دوبدو لڑنے کا اظہار بچوں کی زبانی اس طرح کی کہ ''مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے'' مگر یہ دعویٰ اس وقت جھوٹا ثابت ہوا جب باچا خان یونیورسٹی پر حملہ ہوا تو پھر کوئی بھی بچہ یا جوان پڑھنے یا پڑھانے کیلئے موجود نہیں تھا خوف کے مارے بیچارے باپ بیٹے بلکہ سب یار لوگ غاروں میں دب کے چھپے رہیں اور سندھ و پنجاب میں بھی نام نہاد تعلیمی اداروں کو بند کرکے رکھدئے جو خود نہ پڑھ سکے وہ دوسروں کو کیا خاک پڑھائیں گے کیا تم ایسا نہیں کہا کرتے تھے کہ میں ایسی قوم سے ہوں کہ جس کے بچوں سے وہ ڈرتا ہے۔

دامزے پہ خار کے دی

پہلے کسی زمانے میں پشاور کے بازاروں اور گلی کوچوں کی صفائی وخوبصورتی کو دیکھ کر کسی کی زبان سے بے ساختہ نکلا'' دامزے پہ خار کے دی'' یعنی یہ مزے شہر میں ہیں، شہر سے مراد پشاور ہے لیکن یہ مزے اب شہر پشاور میں نہ رہی کیونکہ آج کل یہ سارے مزے اسلام آباد میں عمران خان اور طاہر القادری کے پاس ہیں کیونکہ احتجاج کے نام پر میلے کا سماں، رقص وناچ کی محفلیں، ساز وسرود کے ہنگامے اور بازار حسن نے دنیائے عالم کو حیرت میں ڈال کر لندن اور پیرس کو پیچھے چھوڑ دیا شاید عمران خان اور طاہر القادری کی مقبولیت کی وجہ یہی ہو کہ مغرب زدہ نوجوان طبقہ ان دونوں کو پسند کرتے ہیں۔

تیرا بھگوان میرا بھگوان

آپ یہ سن کر حیران وپریشان ہوں گے کہ سرکار نواز شریف نے ایک تقریب میں خطاب کے دوران نریندر مودی سے اخلاص ونیک نیتی میں بھارتی ہائی کمشنر گوتم بامباوالے سے زیادہ اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ'' مودی تم جس خدا کو پوجتے ہو میں بھی اس خدا کو پوجتا ہوں، تم آلو گوشت کھانا پسند کرتے ہو میں بھی آلو گوشت کھانا پسند کرتا ہوں''۔ بیچارہ نواز شریف مودی کی محبت میں یہ بھول گیا کہ ہندو گوشت نہیں کھاتے بلکہ گوشت کھانے والوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں، گویا نواز شریف نے اپنی ہلاکت کو دعوت دی۔

خدا پر ایمان تو پہلے سے ندارد بلکہ خدا ورسول پر ایمان کے بجائے غیر اللہ کے نام پر نذرانے دینے کا عادی تھا اب بھگوان کی عبادت راست معلوم ہوئی تو گزشتہ پر پانی پھیر دیا لیکن لگتا ہے کہ بھگوان کی عبادت سے بھی چند دن کے بعد منہ موڑے گا کیونکہ نریندر مودی کا اتنی جلدی راضی ہوجانا متوقع نہیں۔ بقول شاعر:

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ تو خدا ملا نہ وصال صنم

پہلا وعدہ اور آخری وعید

مولانا ابولبابہ شاہ منصور صاحب

بات نئی ہے، لیکن عادت پرانی ہے۔ نیا شوشہ پرانی فطرت کے تحت چھوڑا گیا۔ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے 'ارشاد فرمایا' ہے: ''ہٹلر نے فلسطین کے مفتی اعظم کے کہنے پر ہولوکاسٹ کیا تھا۔'' اس ایک بیان میں اس ٹھیٹھ یہودی فطرت کا کئی حوالوں سے اظہار کیا گیا ہے جس کی بنا پر اس قوم پر بار بار عذاب الٰہی مختلف شکلوں میں آتا رہا، لیکن یہ ناقابل اصلاح مجرم کی طرح دوبارہ اپنی کریہہ عادتوں میں ملوث ہوتی رہی۔ قوم یہود کے حالیہ سربراہ کا بیان کا تجزیہ کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا چلوں کہ نیتن یاہو صاحب ہماری پرانی یاد اللہ ہے اور ہمارے لیے ان کے اس تازہ بیان پر تبصرہ اور ان کی فطرت کا تجزیہ اس لیے آسان ہے کہ ہم ان کے وزیر اعظم بننے سے پہلے اس وقت سے واقف ہیں جب وہ چڈی پہن کر رنچھوڑ لائن (قدیم کراچی کا ایک علاقہ) کی سڑکوں پر سائیکل چلایا کرتے اور اپنی ٹافی چھپا کر دوست کی ٹافی (جو اتفاق سے پٹھان سپوت تھا) ہتھیانے کی چکر میں نکّو بنتے تھے۔

نیتن یاہو ہماری پرانی یاد اللہ ہے اور ہمارے لیے ان کے اس تازہ بیان پر تبصرہ اور ان کی فطرت کا تجزیہ اس لیے آسان ہے کہ ہم ان کے وزیر اعظم بننے سے پہلے اس وقت سے واقف ہیں جب وہ چڈی پہن کر رنچھوڑ لائن (قدیم کراچی کا ایک علاقہ) کی سڑکوں پر سائیکل چلایا کرتے اور اپنی ٹافی چھپا کر دوست کی ٹافی (جو اتفاق سے پٹھان سپوت تھا) ہتھیانے کی چکر میں نکّو بنتے تھے۔

کچھ قارئین کو یہ افسانہ محسوس ہوگا، لیکن اس افسانہ نما کہانی کے پیچھے چھپی حقیقت کچھ یوں ہے کہ چند سال پہلے اس فقیر کو پتہ چلا کہ پاکستان بنتے وقت کراچی میں یہودی قدیم زمانے سے آباد تھی۔ قیام پاکستان کے اگلے سال (۱۹۴۸ء) میں جب اسرائیل کا غاصبانہ وجود ظہور میں آیا تو پاکستان و ہندوستان اور دنیا بھر سے یہودی نقل مکانی کرکے ''صہیون واپسی'' کے عمل میں شریک ہو کر اسرائیل منتقل ہونے لگے۔ ان میں نیتن یاہو کا خاندان بھی تھا جو رنچھوڑ لائن میں راحت منزل کے تیسرے مالے پر قیام پذیر تھا۔ اس علاقتے میں اس وقت یہودی عبادت خانہ (ہیکل یا سینی گاک) بھی تھا۔ راقم الحروف یہ اطلاع ملنے پر ان کے کھوج کھرّے کی تلاش میں نکل پڑا۔ اس علاقے میں کئی شاگرد اور جاننے والے دوست واحباب رہتے تھے۔ خلاصہ جستجو یہ کہ راحت منزل تو موجود تھی اس کی تلاش اور تیسری منزل کے پڑوسیوں تک رسائی اور ان سے گفت وشنید اور حال احوال مشکل نہ تھا، لیکن اس علاقے میں یہودیوں کا سینی گاک مل کر نہ دیا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس دن سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ میرے ساتھ جانے والے ساتھیوں کے پسینے سے شرابور چہرے اور تھکن سے چور جسم مجھ سے بار بار تلاش موقوف کرنے کا تقاضہ کرتا تھا۔ دوسری طرف شوق تجسس کہ آخر کو آج کا اسرائیلی وزیر اعظم ہمارے شہر کا چڈی پوش سائیکل سوار تھا، چین نہ لینے دیتا تھا۔ جسے بھی پرانے معمر قسم کے بابا حضرات سے پوچھتے، وہ گھوم گھما کر ہمیں ایک اسماعیلی جماعت خانے کے سامنے لا کھڑا کر کے کہتے کہ یہ یہاں کا قدیم ترین عبادت خانہ ہے۔ بڑی مشکل سے انہیں سمجھانا پڑا کہ ہمیں یہودی عبادت خانے کی تلاش ہے جو یہاں بہرحال موجود تھا۔

آخری مرتبہ فقیر نے یہ فیصلہ کیا کہ ساتھیوں کو ایک شربت فروش کے دکان پر بٹھایا کہ یہاں بیٹھو۔ پاگلوں کے ساتھ جان ہلکان نہ کرو۔ یہ عاجز ایک آخری کوشش کر کے آتا ہے۔ اللہ کا کرنا ایک ضعیف العمر بزرگ ایسے ملے جنہوں نے بتایا کہ ہاں یہاں یہودیوں کا عبادت خانہ تھا، لیکن انہوں نے جاتے وقت اسے فروخت کر دیا پہلے وہاں بازار بنا۔ اب شاپنگ سینٹر تعمیر ہو گیا ہے۔ البتہ ان یہود کی قبریں میوہ شاہ قبرستان میں ایک مخصوص احاطے میں موجود ہیں جہاں جادو ٹونا اور پراسرار مخفی علوم کے جعلی ماہر شعبدہ بازیاں کرتے رہتے ہیں۔ آپ چاہیں تو وہاں لے چلو۔ فقیر نے عرض کیا: ''قبروں کا وہ احاطہ دیکھا ہوا ہے۔ آپ ایسا کریں اس عبادت گاہ کے محل وقوع تک لے چلیں تاکہ ہمارے محنت کا تحقیقی عمل انجام کو پہنچے۔'' بزرگ کے ساتھ ہو لیے اور رام سوامی رنچھوڑ لائن میں بسنے والی سلاوٹ برادری کے بازار میں لے جا کر بڑے وثوق سے سڑک کنارے چند دکانوں کے متعلق کہا کہ یہاں یہودی عبادت گاہ تھی جو انہوں نے اسرائیل نقل مکانی کرتے وقت بیچ ڈالی۔ راقم نے ان کا شکریہ ادا کر کے ٹھنڈے شربت کی پیش کش کی تو انہوں نے عذر کرتے ہوئے سوال کیا کہ آپ کو اس عبادت خانے سے کیا دلچسپی ہے؟ راقم نے عرض کیا کہ فقیر کا کام دعوت بالقلم کا ہے اور جب تک چل پھر کر خون پسینہ نہ جلایا جائے اس وقت تک قلم کی زبان میں جان نہیں پڑتی۔ اس خاطر اس گرمی میں آپ کو زحمت دی۔ بابا جی آدھی بات سمجھنے اور آدھی بات نہ سمجھنے کے انداز میں مصافحہ کر کے رخصت ہوئے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ یہود وہ قوم ہے جو اللہ کی آیتوں کو بیچنے کی طرح اللہ کے گھروں کو بھی بیچ ڈالتے ہیں۔ دنیا کے غریب مسلمان نقل مکانی کریں یا جلاوطن کیے جائیں یا بھوکوں مر جائیں، اللہ کے گھر کو بیچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ فقیر مانسہرہ اور بٹ گرام میں زلزلے سے متاثرہ ایسے لوگوں سے ملا جن کے علاقے کے ایک لڑکے کی امریکا میں کئی لاکھ ڈالر کی لاٹری نکلی۔ اس نے گاؤں کی خستہ و بوسیدہ مسجد کو تعمیر کرنا چاہا۔ سب دیہاتوں نے مل کر بیک زبان انکار کیا کہ

خبردار! اللہ کے گھر میں حرام رقم نہیں لگ سکتی، لیکن یہود اور اسی طرح نصاریٰ کے ہاں مسجد کو بیچنا یا مسجد کی تعمیر کو حلال حرام کی تمیز کے بغیر ہڑپ کرنا معمول کی بات ہے۔نیتن یاہو کے والد اور ان کے معمر پڑوسی آپس میں دوست تھے۔یہ صاحب اس وقت کے ''ادارہ برائے ترسیل برقیات'' میں ملازم تھے۔جسے آج کل ''کراچی الیکٹرک سٹی کارپوریشن'' (کے ای اس سی) کہتے ہیں۔ان کے بیٹے نے بتایا کہ نیتن یاہو کی فیملی بہت کنجوس تھی۔ہم شام کو اکٹھے سائیکل چلاتے تھے۔کبھی اس نے اپنے جیب خرچ کے پانچ پیسے میں سے ایک پیسہ مجھ پر خرچ نہیں کیا۔ ہمیشہ میں ہی اپنا جیب خرچ سے مشترکہ مٹھائی کی ڈلیا خرید کر اسے کھلاتا تھا اور کبھی کبھار اس کو کنجوس کا طعنہ دے کر چپت بھی رسید کرتا تھا۔ واللہ اعلم ،دروغ برگردن راوی۔جس طرح نیتن یاہو کی برادری عبادت گاہ بیچتے نہ شرمائی اسی طرح نیتن بھی جیب خرچ چھپا کے مٹھائی کی ڈلیاں یا موتی چور کے لڈو اڑاتے نہ شرماتے تھے۔آج اسی کا اثر ہے کہ تاریخ بدلتے بھی انہیں عار نہیں آتی۔

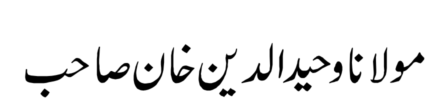
غلط بیانی اور بہتان تراشی میں جو قوم اللہ اور اس کے رسولوں سے نہ شرماتی ہو وہ دنیا اور مظلوم مسلمانوں سے کیا حیا کرے گی؟ روز اول سے آج تک یہ حقیقت مسلمہ چلی آ رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاتل (عیسائی عقیدے کے مطابق ہمارے عقیدے کے مطابق وہ قتل نہیں ہوئے، آسمانوں پر بحفاظت زندہ ہیں) یہودی ہیں۔چند سالوں پہلے یہود نے ویٹی کن سٹی میں عیسائیوں کے مسند نشین اعلیٰ سے براءت کا پروانہ حاصل کر لیا اور تاریخ کو جھٹلانے والے یہ اعلان جاری ہوا کہ یہود سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ناحق خون سے بری ہیں۔جبکہ اس سے پہلے آپؑ کے قتل کی کوشش کرنے والے متفقہ طور پر یہودی ہی تھے، وہاں کوئی دوسرا یا تیسرا فریق تھا ہی نہیں جن کے دامن پر کوئی خون مسیح کے چھینٹیں اڑاتا اور بلا وجہ اسے بدنام کرتا۔عیسائی یہ کہتے کہ ہم نے یہ خون معاف کر دیا تو کوئی بات تھی، مگر یہ کہنا کہ یہ خود یہود نے نہیں کیا یا نہیں کروایا، یہ تو تاریخی حقیقت کو بدلنے والی بات ہے جو حماقت آمیز مذاق کے علاوہ کچھ نہیں۔آج اسی طرح کا مسخ کن بیان پھر سامنے آیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ہٹلر کی سامی دشمنی اور یہود کی فتنہ طراز فطرت سے نفرت اس کی گھٹی میں پڑی تھی۔اس جیسے شخص کو کسی مفتی کے فتویٰ سے متاثر ہونے کا کوئی امکان کسی تاریخ دان کے حاشیہ خیال میں نہیں آیا۔خود نیتن یاہو کے بیان میں نکتہ قابل غور ہے کہ: ''ہٹلر یہود کو نکالنا چاہتا تھا۔ مفتی اعظم فلسطین کے کہنے پر قتل کیا۔'' سوال یہ ہے کہ ہٹلر کیوں یہود کو نکالنا چاہتا تھا؟ آخر اسے نکالنے پر مجبور یہود کی نفرت کے علاوہ کس چیز نے کیا؟ جس چیز نے نکالنے پر مجبور کیا اسی چیز نے یہود کو فنا کی گھاٹ اتارنے پر مجبور کیا کہ اپنی بلا کسی اور کے سر ڈالنا کم از کم ہٹلر جیسے شخص کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔پھر سوال یہ ہے کہ عراقی بادشاہ بخت نصر کو کس نے مجبور کیا کہ یہود کو فلسطین سے پہلے مرتبہ نکالے جسے قرآن پاک نے ''الوعد الاولیٰ'' کہا ہے۔اس کے بعد سوال یہ ہے کہ رومی بادشاہ ٹائٹس کو کس نے مجبور کیا کہ انہیں دوسری مرتبہ فلسطین سے نکالے؟

اگر ان دونوں کو کسی نے نہیں ،صرف اور صرف یہود کی بداعمالیوں پر آئی خدائی شامت نے مجبور کیا تھا تو ہٹلر کو بھی مفتی نے نہیں، یہود کے اعمال کے سبب مقدر عذاب نے ہی مجبور کیا تھا؟ پہلی مرتبہ ان کو شریعت موسوی کے انکار پر اور دوسری مرتبہ شریعت عیسوی کے انکار پر فلسطین سے نکال دیا گیا تھا اور دونوں مرتبہ وہ معافی مانگ کر آئے ،اس مرتبہ وہ شریعت محمدیہ کے انکار کے مرتکب میں معافی مانگ کر نہیں ظالمانہ طور پر آئے ہیں اور اس ظلم کے جواز میں جھوٹے بیان گھڑتے ہیں،اس لیے انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جس چیز کو اپنی آخری منزل سمجھے بیٹھے ہیں وہی ان کی آخری اور ہمہ گیر تباہی کا نقطہ آغاز ہوگی۔وہ بیت المقدس مسلمانوں سے چھین کر اس کے صحن میں موجود چٹان سے بچھڑے کی قربانی کر کے وہاں تخت داؤدی نصب کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہاں داؤدی نسل کا عالمی تاجدار آ کر یہود کی عالمی حکومت قائم کرے۔ان کا یہ خواب کبھی پورا نہ ہوگا۔تخت داؤدی ملکہ برطانیہ کی کرسی کے نیچے نصب ہے۔وہاں سے تو اکھاڑا جا سکتا ہے،لیکن اس کے مقدس چٹان پر نصب ہونے سے پہلے قرآن کریم کا بیان کردہ ''الوعد الاخرۃ'' پورا ہو جائے گا۔پچھلی دو شریعتیں محدود اور وقتی تھیں۔ان کے انکار پر سزا بھی جزوی اور وقتی تھی۔شریعت محمدیہ پورے عالم کیلئے اور قیامت تک کیلئے ہے۔اس کے انکار اور القدس کے محافظوں پر ظلم کی سزا بھی عالمگیر اور دائمی ہوگی۔یہود اپنے جھوٹے مسیحا سمیت مارے جائیں گے۔ہر پتھر اور ہر درخت کے پیچھے مارے جائیں گے۔سچے مسیحا کو یادگاہ فتح نصیب ہوگی۔جھوٹ اور اس کے پجاریوں کا سر نیچا اور حق اور اس کے مجاہدین کا بول بالا ہوگا۔انشاء اللہ!

کوئی دنیا والوں تک پہنچا دے کہ حق باقی رہنے کیلئے اور باطل مٹ جانے کیلئے آیا ہے۔ القدس تک پہنچنے کیلئے جھوٹ اور تہمت کے پل اپنے گھڑنے والوں کو ساتھ لے کر تباہ ہو جائیں گے او مسجد اقصیٰ کے گرد اپنے جسموں سے حفاظتی دیوار قائم کرنے والے بالآخر سرخ رو ہوں گے۔کوئی چاہے یا نہ چاہے،سمجھے یا نہ سمجھے، بالآخر ہونا یہی ہے۔ جھوٹ کو بقا نہیں اور سچ کو فنا نہیں۔القدس کے جانثار اس تک پہنچنے کیلئے جانوں سے گزر جائیں گے یا اس کی چوکھٹ پر سجدے میں شہید ہو جائیں گے۔اس وقت القدس میں جوے اور سود کی محفلیں برپا کرنے کے جرم میں یہاں نکالے جانے والے اپنے جھوٹے بیانات اور باطل ارادوں سمیت فنا کی آخری گھاٹ اتر جائیں گے،تب انہیں کوئی تاویل پناہ دے گی نہ کوئی بہتان کام آئے گا۔

(بشکریہ ضرب مومن)

معاشرت


مولانا وحیدالدین خان صاحب

اسلام کی نظر میں عورت مرد دونوں برابر نہیں ہیں، چنانچہ اس نے دونوں صنفوں کے درمیان آزادانہ اختلاط کو سخت ناپسند کیا ہے، اور اس کو بند کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے بعد جب صنعتی دور شروع ہوا تو اصول کا بہت مذاق اڑایا گیا، اور اس کو دور جہالت کی یادگار قرار دیا گیا، بڑے زوروشور سے یہ بات کہی گئی کہ عورت مرد دونوں یکساں ہیں، اور دونوں مساوی طور پر نسل انسانی کے وارث ہیں، ان کے میل جول کے درمیان کوئی دیوار کھڑی کرنا ایک جرم عظیم ہوگا، چنانچہ ساری دنیا میں اور خاص طور سے مغرب میں اس اصول پر ایک نئی سوسائٹی ابھرنا شروع ہوئی، مگر طویل تجربے نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ پیدائشی طور پر دونوں یکساں نہیں ہیں، اس لئے دونوں کو یکساں فرض کر کے جو سماج بنایا جائے وہ لازمی طور پر بے شمار خرابیاں پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

پہلی بات یہ کہ عورت اور مرد میں فطری صلاحیتوں کے زبردست نوعی اختلافات ہیں اس لئے دونوں کو مساوی حیثیت دینا اپنے اندر ایک حیاتیاتی تضاد رکھتا ہے، ڈاکٹر لکسس کیرل، عورت اور مرد کے فعلیاتی (Physiological) فرق کو بتاتے ہوئے لکھتا ہے:

''مرد اور عورت کا فرق محض جنسی اعضاء کی خاص شکل، رحم کی موجودگی، حمل یا طریقہ تعلیم ہی کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ یہ اختلافات بنیادی قسم کے ہیں، خود نسیجوں کی بناوٹ اور پورے نظام جسمانی کے اندر خاص کیمیائی مادے جو حصیۃ الرحم سے مترشح ہوتے رہتے ہیں، ان اختلافات کا حقیقی باعث ہیں، صنف نازک کے ترقی کے حامی ان بنیادی حقیقتوں سے ناواقف ہونے کی بناء پر یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں جنسوں کو ایک ہی قسم کی تعلیم، ایک ہی قسم کے اختیارات اور ایک ہی قسم کی ذمہ داریاں ملنی چاہئیں، حقیقت یہ ہے کہ عورت مرد سے بالکل ہی مختلف ہے، اس کے جسم کے ہر ایک خلیے میں زنانہ پن کا اثر موجود ہوتا ہے، اس کے اعضاء اور سب سے بڑھ کر اس کے اعصابی نظام کی بھی یہی حالت ہوتی ہے، فعلیاتی قوانین (Physiological Laws) اتنے ہی اٹل ہیں، جتنے کہ فلکیات (Sidereal World) کے قوانین اٹل ہیں، انسانی آرزوؤں سے ان کو بدلا نہیں جاسکتا، ہم ان کو اسی طرح ماننے پر مجبور ہیں، جس طرح وہ پائے جاتے ہیں، عورتوں کو چاہئے کہ اپنی فطرت کے مطابق اپنی صلاحیتوں کی ترقی دیں اور مردوں کی نقالی کرنے کی کوشش نہ کریں''

(Man the Unknown,P 93)

عملی تجربہ بھی اس فرق کی تصدیق کر رہا ہے، چنانچہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی اب تک عورت کو مرد کے برابر درجہ نہ مل سکا، حتیٰ کہ وہ شعبے جو خاص طور پر عورتوں کے شعبے سمجھے جاتے ہیں، وہاں بھی مرد کو عورت کے اوپر فوقیت حاصل ہے، میری مراد فلمی ادارے سے ہے، نہ صرف یہ کہ فلمی اداروں کی تنظیم تمام تر مردوں کے ہاتھوں میں ہے بلکہ اداکاری کے اعتبار سے بھی مرد کی اہمیت وعورت سے زیادہ ہے، چنانچہ آج ایک مشہور ترین فلمی ایکٹر ایک فلم کے لئے چھ لاکھ روپے لیتا ہے، جبکہ مشہور ترین فلم ایکٹرس کو چار لاکھ ملتے ہیں۔

مگر بات صرف اتنی ہی نہیں ہے، اگر ہم طبیعی اور فلکیاتی قوانین کو تسلیم نہ کریں اور ان کے خلاف چلنا شروع کردیں تو یہ صرف ایک واقعہ کا انکار ہی نہیں ہوگا بلکہ ہمارا سر بھی ٹوٹ جائے گا، اسی طرح عورت اور مرد کی جداگانہ حیثیات کو نظرانداز کر کے انسان نے جو نظام بنایا، اس نے تمدن کے اندر زبردست خرابیاں پیدا کردیں، مثال کے طور پر اس غلط فلسفے کی وجہ سے دونوں صنفوں کے درمیان جو آزادانہ اختلاط پیدا ہوا ہے، اس نے جدید سوسائٹی میں نہ صرف عصمت کا وجود باقی نہیں رکھا، بلکہ ساری نوجوان نسل کو طرح طرح کی اخلاقی اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا کردیا ہے، آج مغربی زندگی میں یہ بات عام ہے کہ ایک غیر شادی شدہ لڑکی ڈاکٹر کے کمرہ میں داخل ہوتی ہے اس کو سر درد اور بے خوابی کی شکایت ہے، وہ کچھ دیر اپنی ان تکلیفات پر گفتگو کرتی ہے، اس کے بعد ایک مرد کا ذکر شروع کردیتی ہے جس سے ابھی وہ جلد ہی ملی تھی، اتنے میں ڈاکٹر محسوس کرتا ہے کہ وہ کچھ رک رہی ہے، تجربہ کار ڈاکٹر اس کی بات سمجھ کر آگے بات شروع کرتا ہے:

Well, then the asked you to his flat. what did you say?

لڑکی جواب دیتی ہے:

How did you know? I was just going to tell you that,

اس کے بعد لڑکی جو کچھ کہتی ہے اس کو ناظرین خود قیاس کرسکتے ہیں، چنانچہ علمائے جدید خود بھی اس تلخ تجربے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آزادانہ اختلاط کے بعد عصمت وعفت کا تحفظ ایک بے معنیٰ بات ہے چنانچہ اس کے خلاف کثرت سے مضامین اور کتابیں شائع کی جارہی ہیں، ایک مغربی ڈاکٹر کے الفاظ ہے:

there can come a moment a man and a woman when control and judgment or impossible.

یعنی اجنبی مرد اور اجنبی عورت جب باہم آزادانہ مل رہے ہوتو ایک وقت ایسا آجاتا ہے

جب فیصلہ کرنا اور قابو رکھنا ناممکن ہوجاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ عورت اور مرد کے آزادانہ اختلاط کی خرابیوں کو مغرب کے دردمند افراد شدت سے محسوس کررہے ہیں، مگر اس کے باوجود اس سے اس قدر مرعوب ہے کہ اصل بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی، ایک نہایت قابل اور مشہور خاتون ڈاکٹر میرین ہلیرڈ نے آزادانہ اختلاط کے خلاف سخت مضمون لکھا ہے وہ کہتی ہے:

As a doctor i don't believe there is such a thing as platonic relationship between a man and woman who are alone together a good deal.

یعنی بحیثیت ڈاکٹر میں اسے تسلیم نہیں کرسکتی کہ عورت اور مرد کے درمیان بے ضرر تعلقات بھی ممکن ہے اس کے باوجود یہی خاتون ڈاکٹر لکھتی ہے:

''میں اتنی غیر حقیقت پسند نہیں ہوسکتی کہ یہ مشورہ دوں کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کا بوسہ لینا چھوڑ دیں، مگر اکثر مائیں اپنی لڑکیوں کو اس سے آگاہ نہیں کرتیں کہ بوسہ صرف اشتہا پیدا کرتا ہے نہ کہ وہ جذبات کو تسکین دیتا ہے''

خاتون ڈاکٹر یہ کہہ بالواسطہ طور پر خدائی قانون کو تسلیم کرتی ہے کہ آزادانہ اختلاط کے ابتدائی مظاہر جو مغربی زندگی میں نہایت عام ہے وہ جذبات میں ٹھہراؤ پیدا نہیں کرتے بلکہ اشتہا کو بڑھا کر مزید تسکین نفس کی طرف دھکیلتے ہیں اور بالآخر انتہائی جنسی جرائم تک پہنچادیتے ہیں مگر اس کے باوجود اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس محرک شیطنت کو کس طرح حرام قرار دے۔

(۲) اسی طرح اسلام میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس کو بھی تہذیب جدید نے بڑی زور وشور کے ساتھ جہالت کا قانون قرار دیا ہے، مگر تجربے نے ظاہر کردیا ہے کہ اسلام کا یہ اصول انسانی فطرت کا عین تقاضہ ہے کیونکہ چندزوجیت کے قانون کو ختم کرنا دراصل درجنوں غیر قانونی زوجیت کا دروازہ کھولنا ہے، یہاں میں اقوام متحدہ کے ڈیموگرافیک سالنامہ ۱۹۵۹ء کا حوالہ دوں گا اس میں اعداد وشمار کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ جدید دنیا میں جو صورتحال ہے وہ یہ کہ بچے، اندر سے کم اور باہر سے زیادہ پیدا ہورہے ہیں۔ ڈیموگرافیک سالنامہ کے مطابق ان ملکوں میں حرامی بچوں کا تناسب ساٹھ فیصدی ہے اور بعض ممالک مثلاً پانامہ میں تو چار میں سے تین بچے پادریوں کی مداخلت یا سول میرج رجسٹری کے بغیر ہی پیدا ہورہے ہیں، یعنی ۷۵ فیصد حرامی بچے۔ لاطینی امریکہ میں اس قسم کی بچوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے متحدہ اقوام کے اس ڈیموگرافیک سالنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ملکوں میں حرامی بچوں کی پیدائش کا تناسب نفی کے برابر ہے، چنانچہ اس میں بتایا گیا ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ میں ناجائز بچوں کا تناسب ایک فیصد سے بھی کم ہے، جب کہ متحدہ عرب جمہوریہ تمام مسلم ملکوں میں شائد سب سے زیادہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوا ہے، مسلم ممالک دور جدید کی اس عام وبا سے محفوظ کیوں ہے (مسلم ممالک سے مراد وہ ممالک ہیں جس کے عوام اپنے مذہب اسلام پر کاربند اور اسلامی احکام کے رعایت کرنے والے ہیں)؟ اس کا جواب متحدہ اقوام کا سالنامہ مرتب کرنے والے ایڈیٹروں نے یہ دیا ہے کہ چونکہ مسلم ممالک میں چندزوجیت کا رواج ہے اس لئے وہاں ناجائز ولادت کا بازار گرم نہیں چندزوجیت کی اصول نے مسلم ملکوں کو وقت کی اس طوفان سے بچالیا ہے، اس تجربے نے ثابت کردیا ہے کہ سابق خدائی اصول ہی زیادہ صحیح اور مبنی برحقیقت تھا۔

(ماخوذ از کتاب: مذہب اور جدید چیلنج، مطبوعہ مکتب الرسالہ نئی دہلی)

انسان نما حیوان

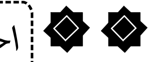
فروری ۲۰۰۸ء میں پرگتی میدان (نئی دہلی) میں ایک انٹرنیشنل بک فیر کا انعقاد کیا گیا۔ میں ۹ فروری ۲۰۰۸ کو یہ بک فیر دیکھنے کیلئے وہاں گیا۔ پرگتی میدان کے وسیع رقبے میں ہر طرف کتابوں کے شان اور اسٹال لگے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے نئی دہلی کا پرگتی میدان علم کا شہر (city of knowledge) بن گیا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ کتابوں کو پڑھتے ہوئے اور خریدتے ہوئے نظر آئے۔

جب میں بک فیر کے اندر چل پھر رہا تھا، اس وقت مجھے وہاں ایک انوکھا منظر دکھائی دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں انسانوں کے علاوہ ایک کتا بھی ہے۔ وہ لوگوں کے درمیان ادھر ادھر دوڑتا ہوا نظر آیا۔ بظاہر وہ بھی انسانوں کی طرح پھر رہا تھا، لیکن اس کو نہ اس بات کا علم تھا کہ یہاں کتابوں کی صورت میں دنیا بھر کا علم موجود ہے، اور نہ اس کو یہ شوق تھا کہ وہ اس اتھاہ علمی ذخیرے سے اپنے لئے کوئی روشنی حاصل کرے۔

بک فیر (book fair) کی دنیا میں ایک حیوان کی موجودگی دیکھ کر مجھے قرآن مجید کی سورہ طٰہ کی ایک آیت یاد آئی، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بہت سے لوگ بظاہر انسان دکھائی دیتے ہیں، لیکن وہ حیوان کی مانند ہیں۔ وہ اس دنیا میں صرف کھاتے پیتے ہیں اور پھر جاتے ہیں (۴۷:۱۲)۔ ایسے لوگ آخرت میں اندھے پن کے ساتھ اٹھائے جائیں گے (۱۲۵:۲۰)۔

موجودہ دنیا میں ہر طرف خالق کی نشانیاں (sings) بکھری ہوئی ہیں۔ یہ نشانیاں مخلوق کی صورت میں خالق کا تعارف کرا رہی ہیں۔ جو لوگ اس تعارف میں خالق کو دریافت کریں اور اس کے مطابق زندگی کو ڈھالیں، وہ نابینا لوگ ہیں۔ اور جو لوگ اس تعارف میں خالق کو نہ دیکھیں، وہ گویا کہ اندھے تھے۔ وہ دنیا میں اندھے بن کر رہے، اس لیے وہ آخرت میں بھی اندھے پن کی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ ایسے لوگ بظاہر انسان مگر حقیقت میں وہ حیوان ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ حقیقت چھپی ہوئی ہے، لیکن آخرت میں ان کی یہ حقیقت عیاں ہوکر سامنے آجائے گی۔

(کتاب معرفت از: مولانا وحیدالدین خان ص ۲۵۳)



دور حاضر اور علماء کرام کا کردار

مولانا احرار دیو بندی صاحب

جب سے یہ عالم دنیا وجود میں آیا ہے اس وقت سے لیکر اب تک حق اور باطل کا یہ معرکہ چل رہا ہے اور جس طرح یہ معرکہ حق اور باطل کا ہے اس طرح اس معرکے کیلئے پھر افراد بھی ہیں یعنی حق پر قائم افراد اور باطل کو آگے لے جانے والے افراد، ان افراد میں پھر اہم کردار علماء کرام کا ہے، جب آپ عمیق نظر سے دیکھے تو آپ کو یہ بات بالکل واضح نظر آئے گی کہ علماء کا کردار کتنا اہم اور ضروری ہے اور علماء کرام نے ہمیشہ کیلئے کتنی قربانیاں پیش کیں ان قربانیوں کی وجہ سے آج ہم مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دنیا میں یہ وہ واحد قانون ہے جس میں ہر مسئلے کا مکمل حل موجود ہے، دور حاضر میں بھی یہ معرکہ تیزی سے آگے جا رہا ہے، ایک طرف علماء حق اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور مختلف تکالیف سے گزر رہے ہیں کبھی موت کی دھمکی تو پھر کبھی دہشت گردی کا لیبل لگانا، قید و بند تو ایک معمول بن چکا ہے اکثر علماء حق کو شہید کیا جا رہا ہے مگر الحمد اللہ علماء حق اپنے اس منشور پر ڈٹے اور اپنے فرض منصبی پر قائم رہے اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے۔ آمین

مگر دوسری طرف بدقسمتی سے باطل کے اس معرکے میں بھی اور باطل صف میں بھی علماء سوء موجود ہیں جو مسلمانوں پر اصل دین خلط ملط کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں تا کہ سادہ لوح مسلمانوں پر کفری قانون اسلامی قانون کے رنگ میں پیش کرے اور دین اسلام کی غلط ترجمانی کر کے ایسا دین پیش کرے کہ یہود و نصاریٰ کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ پھر اس اطمینان کیلئے جو بھی کام ہو تو علماء سوء وہ کام اچھے طریقے سے نبھاتے ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ احکام الٰہی کو کس طرح مسخ کرے۔

اس کی ایک زندہ مثال اس وقت ہمارے سامنے ہے جب فرانس میں فدایان اسلام نے ناموس رسالت پر اپنے آپ کو قربان کیا اور محمد بن مسلمہؓ کی یاد تازہ کیا اور کعب بن اشرف یہودی کو ذبح کیا۔

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ۲۰۱۱ء میں پیغمبر اسلام کے خلاف کفری دنیا نے ایک کارٹون شائع کیا جس سے ان کو کوئی فائدہ تھا اور نہ کوئی مقصد تھا سوائے اس کہ مسلمانوں کے دل آزاری اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جائے۔

> علماء کونسل آف پاکستان کے پچاس علماء سوء نے ایک اجلاس کیا اور پھر اجلاس کے بعد اعلامیہ جاری کیا کہ پیرس پر جو حملہ کیا گیا ہے ہم علماء کونسل اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور یہ حملہ جہاد نہیں بلکہ فساد کے زمرے میں آتا ہے اور قرآن مجید نے فساد کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا جو کام فرانس میں ہوا ہے یہ ایک حرام کام ہے جہاد نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

اس کفری دنیا میں چند ممالک نے یہ کام کیا مگر باقی ممالک اس قبیح فعل پر بالکل راضی اور مطمئن تھے، ان ممالک میں ایک بدنام زمانہ فرانس تھا، فرانس کا جو سابقہ ریکارڈ ہے وہ پہلے سے اسلام کے خلاف ہے اور کسی بھی برے کام سے دریغ نہیں کرتا جب بھی اسلام کے خلاف کوئی سازش ہو یا کوئی اور کام تو اس کی سربراہی فرانس کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک ایسا ملک جو اسلام کے خلاف ہر وقت کسی بھی بات سے دریغ نہیں کرتا اس کے خلاف اگر چارلی ہیڈو پر حملہ ہو جائے یا فرانس میں پیرس پر حملہ ہو تو شاباش دینے کے بجائے اور شہداء کو خراج تحسین پیش کرنے کے بجائے علماء سوء حرکت میں آتے ہیں اور ان شہداء کے خلاف منہ کھولتے ہیں، ان برائے نام علماء میں سے ایک مشہور نام مولانا طاہر اشرفی چیئر مین علماء کونسل آف پاکستان کا ہے جب فدایان اسلام نے پیرس پر حملہ کیا تو اس میں فرانس کو ایک بہت بڑا دھچکا لگا، تو دوسری طرف ان مومنین کے دل ٹھنڈے ہو گئے جن کی بدعاء کے بغیر کوئی اور چارہ نہیں تھا، یعنی فرانس کیلئے صرف اور صرف بددعا مانگ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس فرانس کو کب غضب کی نظر سے دیکھے گا کیونکہ مسلمانوں کے پاس انتقام لینے کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا، اور جو صاحب اقتدار تھے جن کے پاس فوج، ٹینک، جہاز، ایٹم بم وغیرہ سامان تھا وہ بھی فرانس کے غم میں برابر کے

شریک اور فرانس پر حملہ اپنے اوپر حملہ تصور کرتے تھے۔تو مرتد حکمران اور غدار فوج کے ساتھ علماء سوء بھی بول پڑے اور فرانس میں حملوں کی مذمت کو اپنا فرض سمجھتے تھے گویا کہ یہ مذمت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان علماء سوء پر فرض تھا۔

ان علماء سوء میں علماء کونسل آف پاکستان کے پچاس علماء سوء نے ایک اجلاس کیا اور پھر اجلاس کے بعد اعلامیہ جاری کیا کہ پیرس پر جو حملہ کیا گیا ہے ہم علماء کونسل اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور یہ حملہ جہاد نہیں بلکہ فساد کے زمرے میں آتا ہے اور قرآن مجید نے فساد کو حرام قرار دیا ہے ،لہٰذا جو کام فرانس میں ہوا ہے یہ ایک حرام کام ہے جہاد نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

یہ اعلامیہ میں نے اور تمام دنیا والوں نے مولانا طاہر اشرفی صاحب دامت برکاتھم کے منہ ''اطہر'' سے سنا۔

یہ کفر تو واضح ہے اس میں کون سی بات ہے جو کسی سے چھپی ہو۔

یہ کفر کے کلمے ہیں اس کا بولنا اور لکھنا کفر ہے مگر علماء کا قول ہے کہ نقل کفر کفر نیست۔ ۱)فرانس جو ایک کفری ملک ہے اس سے دوستی کا اظہار کرنا۔

۲)جہاد کو فساد کہنا

۳)کافروں کو بے گناہ کہنا ،درحقیقت کفر سے بڑا گناہ دنیا میں اور کوئی ہی نہیں۔

۴)شہداء کو ہلاک کہنا

اور یہ چاروں باتیں قرآن کی روشنی میں سراسر کفر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لایَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ(آل عمران)

ترجمہ:مومنوں کو چاہئے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کریگا اُس سے اللہ کا کچھ (عہد) نہیں ہاں اگر اس طریق سے تم اُن (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور اللہ تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اور اسی طرح جہاد کو فساد کہنا اور کافروں کو بے گناہ کہنا سابقہ کفار کی روایات میں سے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ(آل عمران)

ترجمہ:اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو تو کہنے لگے کہ اگر ہمیں لڑائی معلوم ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے۔ یہ اُس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

اور شہداء کو اللہ تعالیٰ نے زندہ جاوید فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾﴿فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾(آل عمران)

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے ۔۱۶۹۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

یہ علماء کونسل آف پاکستان صرف اس فرانس کے مسئلے میں اقوام کافرہ کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ جب بھی کوئی بات کفر اور اسلام کی آتی ہے تو یہ طاہر اشرفی مسلمانوں کے بجائے کافروں کی ترجمانی کرتا ہے۔دسمبر ۲۰۱۵ء میں ان علماء سوء کا اجلاس ہوا اور یہ اجلاس اسلامی نظریاتی کونسل کے تحت ہوا

جو پاکستان کا ایک آئینی ادارہ ہے، اس اجلاس میں محمد خان شیرانی نے مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے خلاف یہ بات کہی کہ یہ لوگ مرتد ہیں، تو طاہر اشرفی نے اس پر سختی سے رد کیا اور پھر ان دونوں کے درمیان ہاتھاپائی بھی ہوئی، جب مولانا طاہر اشرفی میڈیا کے سامنے آیا تو یہ فرمایا کہ یہ لوگ تو پہلے سے کافر ہیں اب مرتد کہنا اور مرتد قرار دینا اس میں فرقہ واریت کا دروازہ کھولتا ہے اور پھر لوگ ان مرزائیوں کو بے گناہ مارینگے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک عالم جو علماء کونسل کا چیئرمین ہو وہ اس طرح غلط تعبیرات کرتا ہو کہ پھر لوگ ان مرزائیوں کو بے گناہ مارینگے، حالانکہ پاکستان کے کفری آئین نے بھی ان مرزائیوں کو کافر کہا ہے، تو پھر یہ بے گناہ کیسے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک شرک اور کفر سے بڑا کوئی گناہ ہی نہیں، پھر ایک عالم سے اسکا سننا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک یہ کافر لوگ عقل نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر مہر لگایا ہے حق نہیں سمجھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ کرے تو پھر اس کو سیدھی راہ پر لانے والا کوئی بھی نہیں ہے، تو طاہر اشرفی سے اللہ تعالیٰ نے عقل سلب کیا ہے جیسا کہ بلعم بن باعورا تھا۔

میں مومنین مخلصین کو یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اہل اسلام حق پر ہیں اس کے خلاف جو بھی بولے گا تو ان کے منہ سے غلط باتیں نکلے گی اور اسلام کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کرے گا۔ تو مومنین مخلصین ان کی باتوں سے تنگ دل نہ ہوجائیں اور نہ دل میں کوئی شک پیدا کریں کہ اب ہم کیا کریں کہ یہ علماء سوء یہ کہتے ہیں اور دوسری طرف علماء مجاہدین یہ کہتے ہیں تو ہم کس کی بات مان لیں اور آئین پاکستان کی تائید بھی یہ علماء کرام کرتے ہیں کہ یہ ایک اسلامی آئین ہے تو ہم اب کس طرح اس آئین کو کفری آئین کہیں اور انکے خلاف قتال کریں، تو بات بالکل واضح ہے کہ جس طرح یہ علماء کونسل اور اسلامی نظریاتی کونسل اس طرح بے دلیل اور کفری باتیں کرتے ہیں اسی طرح یہ کہنا کہ یہ آئین اسلامی ہے یہ بات بالکل اسی طرح ہے کہ پھر یہ مرزائی بے گناہ مارے جائینگے اور فرانس پر جو حملہ ہوا ہے یہ فساد کے زمرے میں آتا ہے نہ کہ جہاد میں۔

میرے عزیز بھائیو بہنو! اس حق اور باطل کے معرکے میں حق کا ساتھ دیجئے اگر چہ اس میں تکالیف بہت زیادہ ہیں اور یہ تکالیف حقانیت کی دلیل ہے اور مجاہدین پاکستان نے جو جہاد شروع کیا ہے اس میں پورے کے پورے مجاہدین کا ساتھ دیجئے اور علماء سوء کے بیانات سے متاثر نہ ہوجائیے ان کے ہر بیان کو ذرا دقیق نظر سے دیکھ لیا کریں تو آپ کو خود بخود پتہ چل جائیگا کہ یہ علماء سوء تو کسی اور کے منہ پر بولتے ہیں یہ انکی اپنی بات نہیں ہے۔

اب صدر پاکستان ممنون حسین کی بات کو سنو کہ جو ان علماء سوء سے کہتا ہے کہ سود کے معاملے میں کوئی درمیانی راہ نکالو، تو یہ بات ممنون حسین جو کرتا ہے

یہ اسلئے کرتا ہے کہ ان کو پتہ ہے کہ یہ علماء سوء جس طرح اور مسئلوں میں ہماری مدد کرتے ہیں جیسا کہ جہاد کو دہشتگردی کہنا اور شہید کو ہلاک کہنا وغیرہ۔ تو لہٰذا اب سود کے معاملے میں بھی ایسا درمیانی آسان طریقہ نکالو کیونکہ آپ تو نکال سکتے ہیں۔

دور حاضر میں علماء حق کا کردار بہت ضروری ہے کہ اپنا صحیح کردار ادا کرے اسلام کے لئے اور مسلمانوں کیلئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر امت مسلمہ کو راہ حق پر لے آئے جس طرح ہمارے اکابرین دیوبند نے کسی بات کی پرواہ کئے بغیر حق بات بلند کی اور جو بھی قربانی اور جسطرح ضرورت پڑی تو انہوں نے اپنے آپ کو اسلام کا سپاہی پیش کیا اور مسلمانوں کی ترجمانی کی تو آج بھی ان علماء کو خصوصاً اور امت مسلمہ کو عموماً ضرورت ہے کہ اپنا کردار ادا کرے۔

میں اپنی بات کو علامہ اقبال کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں:

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت

ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

دور حاضر اور میڈیا کا منفی کردار

مولانا قاضی حماد صاحب

قسط دوم

میڈیا والے مسلمانوں اور خصوصاً مجاہدین کے خلاف ایسے نفرت انگیز کلمات متعارف کروا چکے ہیں جسے سنتے ہی عوام کے دلوں میں نفرت اور ان کی نظروں میں مسلمان حقیر ہو جاتا ہے جیسے دہشتگرد، مذہبی جنونیت، بنیاد پرست، قدامت پسند، شدت پسند وغیرہ کلمات کو جدت پسندی روشن خیالی اور اصلاح پسندی کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں تقریباً لوگوں کی اکثریت اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں خواہ وہ مرد ہو یا عورت لیکن میڈیا ایسے لوگوں کو تعلیم مخالف شمار نہیں کرتا، اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کرتا ہے جبکہ وہ مسلمان جو مغربی تعلیم کے بجائے اسلامی تعلیم کو اہم سمجھتا ہو تو اس کو تعلیم مخالف اور قدامت پسند وغیرہ مکروہ ناموں سے یاد کرتا ہے جدید مغربی تعلیم پر عقیدہ اور یقین دلانے کیلئے میڈیا شب و روز مختلف خبروں تبصروں اور تجزیہ نگار کالم نویسوں کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی میں مصروف رہتا ہے جبکہ عسکری ادارے طاقت کے ذریعے اس مغربی تعلیم کو پھیلاتے ہیں اور مختلف ناموں سے این جی اوز والے اس نظریہ کی تقویت کیلئے رقم خرچ کر کے عوام الناس کے دماغ خریدتے ہیں مسلمانوں کے نزدیک یہ تمام ادارے غیر شرعی ہونے کی بناء پر کالعدم ہیں لیکن میڈیا والے ایسے اداروں کو کالعدم ہونے کے بجائے ان اداروں کو قانونی اور جائز ادارے قرار دے رہے ہیں، پاکستانی مرتد فوج اپنا نظریہ اور باطل نظام بندوق کی نوک پر رائج کرنے اور جان و مال کے نقصان اٹھانے کے باوجود کوشاں ہیں کوئی بھی میڈیا ایسے غاصبوں کو دہشت گرد انتہاء پسند وغیرہ ناموں سے یاد نہیں کرتے اگر مجاہدین اللہ تعالیٰ کا حق و سچ دین اسلام نافذ کرنے یا نفاذ میں رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے قربانیاں دیتے ہیں تو ان کو برے اور حقیر ناموں سے یاد کرتے ہیں حالانکہ جن صفات قبیحہ کی وجہ سے مجاہدین پر برے ناموں کو چسپاں کیا جاتا ہے، یہ صفات قبیحہ مجاہدین میں نہیں بلکہ پاکستان کی مرتد فوج میں ہیں تو اس لحاظ سے پاکستانی فوج کی دہشت گردی ثابت ہوتی ہے۔

دہشت گردی کا معنیٰ ہے لوگوں کے اندر خوف وہراس پھیلانا، تو معنیٰ کے اعتبار سے تمام کفری ممالک بشمول مغربی میڈیا سب دہشت گرد ہیں کیونکہ ان کفری ممالک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تمام اقوام عالم کو بھاری توپوں اور گرجنے والے جہازوں اور کروز میزائلوں کی نمائش کر کے لوگوں میں دہشت پھیلانا مقصود ہوتا ہے اور میڈیا کو اس مقصد کیلئے بطور آلہ استعمال کرتے ہیں تو حق یہ بنتا ہے کہ ان سب کو دہشت گرد تسلیم کیا جائے اور یقیناً یہ کفار در اصل دہشت گرد ہیں کیونکہ تمام اقوام عالم پر دہشت پھیلانے کیلئے متعدد اسباب کو استعمال کرتے ہیں اور میڈیا ان سب میں سے پیش پیش ہے۔

مسلمانوں کی نظروں میں صرف وہ لوگ کافر ہیں جو کہ کافر اصلی ہوں ، جیسے کہ ہندو، سکھ، یہودی، نصرانی وغیرہ یعنی مذکورہ مذاہب کے پیروکاروں کو کافر وغیر مسلم سمجھتے ہیں مسلمانوں کی یہی لاعلمی میڈیا والوں کیلئے اپنے مقاصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

میڈیا والے اس وجہ سے بھی عام اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے اور مغالطے میں ڈال سکتے ہیں کہ عموماً مسلمانوں میں اپنے دین و مذہب کی روشنی میں کسی چیز کی اچھائی برائی یا کفر و اسلام کو معلوم کرنے پر لاعلمی کی وجہ سے قدرت نہیں ہوتی کیونکہ مسلمانوں کی نظروں میں صرف وہ لوگ کافر ہیں جو کہ کافر اصلی ہوں، جیسے کہ ہندو، سکھ، یہودی، نصرانی وغیرہ یعنی مذکورہ مذاہب کے پیروکاروں کو کافر وغیر مسلم سمجھتے ہیں مسلمانوں کی یہی لاعلمی میڈیا والوں کیلئے اپنے مقاصد کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے حالانکہ اس وقت تمام روئے زمین پر کفر دو قسم میں تقسیم ہو چکا ہے اول یہ کہ بہت سے کفار نے اپنے سابقہ کفری مذہب کو چھوڑ کر جدید جمہوری یا سیکولر مذاہب میں داخل ہو چکے ہیں، یعنی سابقہ کفر کو کسی نئے کفری مذہب میں تبدیل کر چکے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے کہ ان کفار نے تو انفرادی طور پر اپنا سابقہ کفری مذہب تو نہیں چھوڑا مگر اجتماعی، سیاسی، حکومتی اور قانونی طور پر وہ جمہوری یا سیکولر نظاموں کو اپنا چکے ہیں، تو اس موقع پر مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ میڈیا کسی معلوم و متعین کفری مذاہب جن میں یہودیت، نصرانیت، ہندومت، بدھ مت وغیرہ شامل ہیں، کیلئے مہم نہیں چلاتا بلکہ میڈیا تو جدید ترقی یافتہ نظاموں کی کامیابی کیلئے مہم چلاتا ہے جو کہ در اصل سیکولر یا جمہوری نظاموں سے متعارف ہیں جبکہ ایسے قوانین و نظام کو عام طور پر مسلمان کفر نہیں سمجھتے کیونکہ مسلمان صرف نماز، روزہ، حج، زکواۃ وغیرہ کو اسلام سمجھتے ہیں اور میڈیا کسی مسلمان کی نماز روزہ حج زکواۃ وغیرہ اعمال پر اعتراض نہیں کرتا تو اس وجہ سے مسلمان

مغالطے میں پڑ جاتا ہے کہ میڈیا تو اسلام کے خلاف اور کسی کفری مذہب کی ترقی کیلئے مہم نہیں چلا تا غیر شعوری طور پر میڈیا پر سچائی کا یقین کر بیٹھتے ہیں۔

عوامی نظروں میں میڈیا کو مقبول و ہر دلعزیز بنانے کیلئے فوائد عامہ جیسے جدید سائنسی طریقہ تجارت وحرفت، روزگار کے مواقع کی تلاش کو اپنے مقاصد کیلئے بطور آلہ استعمال کر کے عوام کے دلوں میں سے جائز و ناجائز کی قید وشرط نکال کر حرام خوری کو جواز فراہم کرتے ہیں اور قدرتی آفات ونقصانات کی خبروں کو پھیلانے اور حکومتوں کی توجہ دلانے کیلئے کار خیر کے نام پر کمر بستہ میڈیا دیگر اہم کفری مقاصد پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، تا کہ جو بھی خبر شائع ہو لوگ اسے من وعن تسلیم کرے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ میڈیا یہ کام اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے نہیں بلکہ سیکولر مذہب اور اس کے فوائد کیلئے کرتا ہے۔ مثلاً ان کی دنیاوی ہمدردیوں کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کا مذہب سیکولرزم ہے اور اس کے ایک معنیٰ دنیاوی مذہب ہے، یعنی ایسا مذہب جو صرف دنیوی فوائد کے حاصل کرنے اور دنیوی نقصانات سے بچنے کیلئے یہود اور ملحدوں نے بنایا ہے، جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ یوم آخرت اور مغیبات سے انکار پر مبنی ہے تو میڈیا جو دنیاوی فائدہ کسی کو پہنچاتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے اس میں ان کا بڑا مقصد اپنے سیکولر مذہب کی کوئی تبلیغ کرنا اور اللہ تعالیٰ یوم آخرت مغیبات (قبر، حشر، حساب، کتاب، پل صراط، جنت، جہنم وغیرہ) اور خصوصاً عقیدہ توحید حاکمیت اور اجتماعی اسلام سے لوگوں کے دل و دماغ کو غافل کرنا اور پھر منکر بنانا ہے۔

دوسری وجہ ان کی ہمدردی کا یہ ہے کہ میڈیا والے سیکولر مذہب کی ایک خاص رکن (سرمایہ دارانہ نظام معیشت) مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں جس میں بظاہر کافی سارا مال ہاتھ آتا ہے، حالانکہ یہ لوگ جو مال و دولت کے کمانے کے جو طریقے بتاتے ہیں وہ شریعت اسلامی کی تجارت کے حلال طریقوں سے کوسوں دور ہیں، جن میں زمین وآسمان کا فرق ہے مثلاً سیکولر مذہب میں مال و دولت کمانے کیلئے فحاش وعریاں فلمیں بنانا ڈرامے اور سٹیج شو کرنا موسیقی کے ساتھ گانے گانا، مرد وعورتوں کا مل کر ناچنا وغیرہ جائز وآسان طریقے ہیں۔ جبکہ اسلام میں یہ تمام چیزیں حرام ہیں، بینکوں میں منافع پر رقم رکھنا حالانکہ اسلام میں اس منافع کو سود کہتے ہیں جو کہ قطعی طور پر حرام ہے، حکومت کی اجازت سے شراب خانے چلانا، اس طریقہ تجارت میں ایک بہت بڑی غلطی مسلمانوں کیلئے یہ ہے کہ کفار اس سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے مسلمانوں کے مال و دولت اور اس کے ذرائع کو اپنے کنٹرول میں لانا چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض مسلم تاجر فوراً دیوالیہ ہو جاتے ہیں، کچھ مسلمان یا ان کے ممالک امیر بن جائے تو ان کے اثاثوں پر قبضہ کر کے ان کو منٹوں میں غریب و دیوالیہ بنانا ان سیکولر کافروں کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

تیسری وجہ عوام میں میڈیا کی قبولیت کی وہ سادہ لوح مسلمانوں میں یورپ اور امریکہ کے لوگوں کے طرز زندگانی پھیلانا ہے جس سے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ میڈیا ہماری ترقی کیلئے یہ پروگرامات منعقد کرتے ہیں حالانکہ اس سے مسلمانوں میں فحاشی، عریانی پھیلتی ہے اسلامی طور طریقے مسلمانوں کے معاشرہ کو خیر باد کہتی ہے کہ مسلمان رہن سہن کھانے پینے لباس اور پوشاک کے طریقوں میں یورپ اور امریکہ کو اپنا مقتدا (آئیڈیل) سمجھنے لگتے ہیں یوں میڈیا سیکولر معاشرہ مسلمانوں پر غیر شرعی طور پر عمل کراتا ہے اور شہد میں زہر قاتل پلاتا ہے۔

چوتھی وجہ مسلمانوں کے دلوں میں میڈیا کا ہر دلعزیز ہونے کا مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف بیانات نشر کرنا ہے مثلاً کسی ملک کے حکمران طبقہ کے خلاف مسلمان بھی اٹھے اور ان حکمرانوں کے خلاف میڈیا نے بھی قدم اٹھایا اور میڈیا پر ان حکمران طبقوں کے خلاف افواہ پروپیگنڈہ نشر کرنے لگے اور ان کیلئے عزت جیسے القابات کہنا چھوڑ دیا اور ان حکمرانوں کے خلاف مبصرین اور تجزیہ نگاروں سے انٹرویو لینا شروع کرتے ہیں تو سادہ لوح مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ میڈیا والے ان کے دوست ہیں حالانکہ مسلمانوں نے ان مرتد حکمرانوں کے خلاف میڈیا اور اپنے خلاف کے درمیان فرق کو نہیں پہچانا کیونکہ مسلمانوں کا ان حکمرانوں کا خلاف کرنا ان کے سیکولر اور مرتد ہونا ہے اور میڈیا کی مخالفت کی وجہ ان حکمرانوں کا سیکولر مذہب پر سو فیصد عمل نہ کرنا ہے کیونکہ میڈیا والے جانتے ہیں کہ یہ حکمران سیکولر یعنی بے دین تو ہے لیکن سیکولرازم کی ایک رکن جمہوریت پر صحیح سیکولر طریقے سے عمل نہیں کرتے ان کی مخالفت کرے تا کہ وہ اس رکن جمہوریت پر سو فیصد سیکولر طریقے سے عمل کریں اگر اس فرق کو مسلمان سمجھے تو پھر میڈیا پر دھوکہ نہ کھائیں گے، کیونکہ ہم ان موجودہ نام نہاد حکمرانوں کی اس وجہ سے مخالف ہیں کہ ان میں اسلام نہیں ہے انہوں نے اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید، حاکمیت، حلال وحرام کا قانون بنانا اور اسلام کی سیاسی واجتماعی حصہ سے پھر گئے ہیں اور میڈیا والے ان حکمرانوں کی اس وجہ سے مخالفت کرتے ہیں کہ ان حکمرانوں کے کفر میں صرف جمہوریت کے عمل کرنے کی کمی ہے، کیونکہ میڈیا والے جانتے ہیں

کہ ان حکمرانوں نے سیکولر مذہب کے تمام ارکان یعنی وطنیت ،معیشت ،قانونیت، وحدۃ الادیان والمذاہب اور بے حیا اور عریاں معاشرت کو قبول کرلیا ہے، اگر کمی ہے تو ان میں صرف جمہوریت پر عمل کرنے کی کمی ہے،تو ہم مجاہدین چاہتے ہیں کہ یہ حکمران سو فیصد اسلام میں داخل ہو جائے اور میڈیا والے چاہتے ہیں کہ یہ حکمران سیکولرازم میں سو فیصد داخل ہو جائے،تو مسلمانوں نے میڈیا کو اس وجہ سے دوست سمجھا کہ وہ ان حکمرانوں سے یہود ونصاریٰ کیلئے ناراض ہیں کہ ان کے قانون ومذہب (سیکولرازم) کو مکمل طور پر نہیں اپنایا،اور اس تیر سے میڈیا نے مسلمانوں کو بھی شکار کیا کہ میڈیا کو دوست سمجھ کر ان کی ہر خبر کو سچ مانا،اور ہر پروگرام کو سن لیا یہی میڈیا کی غرض وغایہ ہے،تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے دشمن کے ہر مخالف کو دوست نہ سمجھے جب تک اس کی مخالفت کی وجہ خالص اسلام نہ ہو۔

پانچویں وجہ میڈیا کا سیکولر لوگوں اور اداروں پر تنقید کرنا ہے،ان سادہ لوح مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں کہ یہ تنقیدات سیکولر مذہب اور اداروں کی مضبوطی کیلئے ہیں ،مثلاً جب جمہوری پارٹیوں ،سیکولر تعلیمی اداروں ،این جی اوز اور عسکری اداروں میں غلطیاں اور خامیاں ہوں ،تو ان غلطیوں کو دور کرنے کیلئے میڈیا والے کچھ مبصرین، تجزیہ نگار اور سیکولر سمجھ لوگوں کیلئے پروگرامات منعقد کرتے ہیں اور وہ ان غلطیوں پر تنقید کرتے ہیں جس کی ان کے کم از کم تین مقاصد ہوتے ہیں۔

اول: سیکولر ازم میں یہ لوگ ان غلطیوں سے باز آجائیں اور سیکولر مذہب مزید نقصان سے بچ جائے۔

دوم: تنقید میں یہ مبصرین حضرات ان لوگوں کو غیر شعوری طور پر صحیح سیکولر طریقے سیکولر مذہب کے عین عقیدے کے مطابق سکھاتے ہیں۔

سوم: مسلمان ان مبصرین اور میڈیا والوں کو عادل سمجھے اور ان پر اعتماد کر کے دھوکے میں پڑ جائے۔

خلاصہ یہ کہ میڈیا والے کسی کو صاف اور شفاف الفاظ میں یہ نہیں کہتے کہ آپ سیکولر مذہب کو اپناؤ بلکہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اسی سیکولراز م کو بمع اپنے ارکان نشر کرتے ہیں اور سیکولرازم کے خلاف اسلام میں جو عقیدہ اور احکام ہیں ان کا ذکر نہ نفیاً کرتے ہیں اور نہ اثباتاً، اور یہ تمام کام یہ میڈیا والے بہت خوش اخلاقی ،دردمندی ،لذیذ بیانی اور درد بھرے لہجے میں کرتے ہیں اور ظاہر میں اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور خدمت گار کے طور پر پیش کرتے ہیں جو اصل میں اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان اسلامی نظام کے بجائے سیکولرازم کو اپنے تمام مشکلات کا مشکل کشا سمجھتے ہیں اور قرآن وحدیث کے بجائے میڈیا سیکولروں ،ملحدوں اور زندیقوں کی کتب ہر مسلمان کی مرجع بن جائیں اور اسلامی شریعت کے بجائے ان کا طاغوتی قانون قانون بن جائے جس سے مسلمان اپنے فیصلے کرائے اور معاملات کے متعلق سوالات مفتی سے نہیں بلکہ وکیل سے کریں فیصلے مسلمان قاضی سے نہیں بلکہ کفری قانون اور ججوں سے کرائے اور مسلمانوں میں یہ فکر پھیل جائے کہ علماء اور مفتیان حضرات صرف حیض ونفاس ،نماز اور وضوء کے مسائل جانتے ہیں معاملات اور سیاسی اجتماعی مسائل کو نہیں سمجھتے حالانکہ علماء ومفتیان حضرات جس طرح انفرادی عبادات کے مسائل جانتے ہیں اسی طرح اجتماعی عبادات یعنی جہاد فی سبیل اللہ، خلافت اسلامیہ کا قیام وغیرہ کے مسائل بھی جانتے ہیں اور معاملات ومناکحات اور عقوبات کے جزئیات بھی جانتے ہیں اور سیکولرازم کے اسلام مخالف جزئیات اور قوانین بھی سمجھتے ہیں لیکن میڈیا والوں نے اسلام کے لباس میں اسلام سے ایسا ظلم عظیم کیا کہ خود بھی اسلام کو خیر باد کہا اور مسلمانوں کو بھی اسلام پر عمل کرنے کیلئے نہیں چھوڑا، اسلام کے لبادے میں انہوں نے یہ قسم کھائی ہے:

؎ کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

جاری ہے

قسط دوم

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء یا مملکت خداداد کیلئے دی گئی قربانیوں کی منزل مقصود یا ان قربانیوں پر؟؟

مولانا مفتی ابو ہریرہ صاحب

پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرہ کی حیثیت حکمرانان پاکستان کے نزدیک اس محاورہ سے کم نہیں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کیونکہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ ہمارے پاس آئین ہے یا نہیں، بلکہ حکومت چلانے کیلئے مسلمانوں کے پاس قرآن وحدیث سے لئے گئے احکامات فقہ کی شکل میں موجود ہیں، جس میں ملک کے عام انسان سے لیکر امیر اور خلیفہ تک کے احکامات مذکورہ ہیں جس میں اندرونی ملک کیا خارجی پالیسی بھی موجود ہے جس میں صرف مسلمانوں کی جان ومال، عزت اور آبرو محفوظ نہیں ہیں بلکہ کافر، ہندو، سکھ، یہودی اور عیسائی کی بھی جان ومال، عزت وآبرو کی بھی حفاظت کی گئی ہیں جس میں عبادت کیا کامیاب سیاست کے طریقے بھی مذکور ہیں۔ غرض کسی ملک کے تمام باشندگان داخلی وخارجی میں ایسا کوئی فرد نہیں ہوگا جس کیلئے قرآن وحدیث میں اور ان سے ماخوذ فقہ میں اس کے بنیادی حقوق کا تذکرہ موجود نہ ہو، لیکن پاکستانی مسلمان یہ بھول گئے کہ پاکستان بنانے کیلئے کن کا خون بہایا گیا، کن کن کو سرعام سڑکوں کے درختوں پر لٹکایا گیا، کن کن کے سامنے ان کی محرمات کی بے عزتی کی گئیں، کن کی عزتیں لوٹی گئی، کن کن کو سور کی کھالوں میں سی کر دریا میں پھینکا گیا اور کتنوں کو سور کی کھال میں ڈال کر توپوں سے اڑائے گئے وغیرہ۔

جن کی قربانیوں کو لکھ کر قلم بھی خون کے آنسو رونے لگتا ہے جب یہ قربانی رنگ لانے لگیں اور روئے زمین پر ایک خالص اسلامی ملک کے ظہور کے آثار ظاہر ہونے لگے اور انگریز ہندوستان سے بستر گول کرنے پر مجبور ہوا تو انگریز نے مسلمانوں کی قربانیوں پر پانی پھیرنے اور نئے اسلامی ملک کو اپنے زیر قبضہ رکھنے کیلئے اپنا لایا ہوا ایک بے دین اور لا مذہب انسان کو ملک وقوم کا سودا کرکے اس ملک کا سہرا اس کے گلے میں ڈالا اور یوں کائد اعظم (بڑا مکار) روئے زمین پر نئے ابھرنے والے اسلامی ملک کا صدر مملکت بنا، اس نے مسلمانوں کے ساتھ وہ کچھ کیا جس سے مسلمان بھاگ رہے تھے یعنی مسلمانان ہند نے انگریز اور ہندو سے جان چھڑانے کیلئے قربانیاں دیں، کائد اعظم نے آزادی کے بعد ان ہی کا غلام بنایا، جیسا کہ ڈاکٹر صفدر محمود اپنی کتاب آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں:

''قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کو عارضی طور پر آئینی اساس قرار دیا گیا اور یہ طے پایا کہ نئے دستور کی تکمیل تک ضرورتوں اور تقاضوں کے تحت اس ایکٹ میں ترمیمات کے ذریعے حکومت چلائی جائے گی۔''

یعنی انگریز نے مشترکہ ہندوستان کیلئے جو قانون بنایا تھا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء اسی کو اس نئے اسلامی ملک میں رائج کیا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ انگریز کے قانون کو نافذ کرنا تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے لئے کسی آئین کی ضرورت نہیں تھی۔ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی حکومت آئین نامی قانون ودستور سے ناآشنا تھی، بلکہ خلفائے راشدین کی حکومتیں اس شے سے بی خبر تھیں اور ان سے پہلے سیدنا یوسف، سیدنا داود، سیدنا سلیمان علیہم السلام کی حکومتیں بھی آئین نامی کسی کتاب کے وجود سے خالی رہیں۔ خلافت بنی امیہ ہو یا خلافت بنی عباس اس میں بھی آئین کا نام ونشان نہیں ملتا، دور قدیم کی سلطنتیں اور حکومتیں آئین نامی کسی چیز سے ناآشنا تھیں سوائے مشہور زمانہ ستم گر چنگیز خان کے کہ جس نے یاسق نامی آئین تشکیل دیا تھا اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت آئینی ہونے کے باوجود ظلم وستم میں سب سے آگے تھیں۔ دراصل مسلمانوں نے قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کے بعد کسی آئین کی ضرورت ہی محسوس نہ کی اور ان کی تمام حکومتوں میں کبھی عوام کے بنیادی حقوق کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوا، یہ تھی کسی ملک کیلئے آئین کی ضرورت یعنی اسلامی ملک ہو یا کفری کسی ملک کیلئے بھی آئین کی ضرورت نہیں تھی، بغیر آئین کی ان کی حکومتیں چلتی تھیں، تو مملکت خداداد پاکستان کیلئے بھی کسی آئین کی ضرورت نہیں تھی اور اگر آئین سے چلانا مقصود تھا تو کم از کم جن کے قانون اور حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اتنی قربانیاں دی گئیں، ان کے قانون کو آئینی اساس نہ قرار دیتے کیونکہ انگریز کے ایک وائے سرائے کے زور پر ہندوستان پر حکومت تھی انگریز تو برطانیہ میں بیٹھا ہوا تھا، ہندوستان میں صرف ان کا قانون تھا، سوا دس لاکھ قربانیوں کے بدلے نہ زمین ملی اور نہ قانون کی آزادی کیونکہ زمین تو پہلے سے مسلمانوں کی اپنی زمین تھی اور اللہ کے قانون کے خلاف زندگی بسر کرنے کی سزا میں ان سے قانونی بالادستی لی گئی تھی، معلوم نہیں کب اس ملک وقوم میں اللہ کے قانون کے مطابق زندگی گزارنے کی باری آئے گی، البتہ اتنا ہوا کہ گورے کافر

کے بجائے اس ملک وقوم کو کالے کافر مرتد کے قبضہ میں دے دیا گیا، اس دن سے اس ملک کو اسلامی قوانین اور خلافت اسلامیہ سے محروم رکھنے کیلئے پاکستان کی ہر حکومت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور موجودہ حکومت بھی اسی پر تلی ہوئی ہے کہ سرزمین پاکستان پر شریعت اسلامی کے ہوا کو بھی چلنے نہیں دے گی۔ آخر کار ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک ۲۶ سال بغیر آئین چلنی والی حکومت اس کی قابل ہوئی کہ اس نے اپنے لئے ایک دستور اور آئین تیار کرلیا، آیئے پاکستان بنانے والوں کا نعرہ (پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ) اور آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کا مختصر جائزہ لیتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ پاکستان حاصل کرنے کیلئے دی گئی قربانیوں کو صحیح مقصد کی طرف کون لے جارہے ہیں اور کون ان قربانیوں پر۔۔۔

جس کتاب سے ہم آئین پاکستان ۷۳ کے دفعات نقل کرتے ہیں وہ ڈاکٹر صفدر محمود کا ترجمہ ہے کیونکہ غیر کو خوش کرنے کیلئے اس آئین کو انگریزی زبان میں لکھا گیا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء۔

(۱) آئین پاکستان نے غلامی کی مکمل ممانعت کردی ہے، ارٹیکل گیارہ کے مطابق پاکستان میں غلامی کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور نہ اسے رائج کرنے کیلئے کسی قسم کا کوئی قانون بنایا جاسکتا ہے اس طرح بیگار اور انسانوں کی خرید وفروخت ہر طرح سے ممنوع ہے۔ (صفحہ ۴۸)

جائزہ:

(۱) اس قانون سے جہاد کا راستہ روکنا مقصود ہے کیونکہ غلام اور کنیز اکثر جہاد ہی کے راستے سے آتے ہیں:

فَإِذا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنّاً بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ (محمد)

ترجمہ: جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں ان کو) مضبوطی سے قید کرلو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیئے یا کچھ مال لے کر یہاں تک کہ (فریق مقابل) لڑائی (کے) ہتھیار (ہاتھ سے) رکھ دے یہ (حکم یاد رکھو) اور اگر اللہ چاہتا تو (اور طرح) ان سے انتقام لے لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔

(۲) قسم وظہار کے کفارات میں غلام یا کنیز آزاد کرنے کے احکامات کو قانوناً معطل کیا ہے۔

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلہ)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کرلیں تو (ان کو) ہمبستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضرور) ہے (مومنو!) اس (حکم) سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (المائدہ)

ترجمہ: اللہ تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہ کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کیخلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا تو اُس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا اُن کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہیئے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح اللہ تمہارے (سمجھانے کے) لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

(۳) قتل خطاء میں غلام یا کنیز آزاد کرنے کے امر کو بے کار چھوڑنا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلَّا خَطَئاً وَمَن قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَئاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةً فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً (النساء)

ترجمہ: اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کردے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کردیں (تو اُن کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو

صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) اللہ کی طرف سے (قبول) توبہ (کیلئے) ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

(۴) جس کی طاقت نہ ہو آزاد عورت سے شادی کرنے کا تو کنیز سے شادی کرسکتا ہے جب آزاد عورت سے نکاح نہیں کرسکتا اور کنیز موجود نہ ہو تو خود بخود زنا کا دروازہ کھل گیا، جو حکمرانان وقت کا مقصود ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُواْ فِي الْيَتَامَى فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاء مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا (النساء)

ترجمہ: اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن کے سوا جو عورتیں تمہیں پسند ہیں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کرلو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو، اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلاً أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مِّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلاَ مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (النساء)

ترجمہ: اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں میں ہی جو تمہارے قبضے میں آگئی ہوں (نکاح کرلے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ تو ان لونڈیوں کیساتھ اُن کے مالکوں کی اجازت حاصل کر کے نکاح کرلو اور دستور کے مطابق اُن کا مہر بھی ادا کردو بشرطیکہ عفیفہ ہوں۔ نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ درپردہ دوستی کرنا چاہیں۔ پھر اگر نکاح میں آ کر بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو جو سزا آزاد عورتوں کیلئے ہے اُس کی آدھی اُن کو (دی جائے) یہ (لونڈی کیساتھ نکاح کرنے کی) اجازت اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو۔

(۵) مسلمانوں کو کار خیر سے روکنا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

من اعتق رقبة اعتق الله بكل عضو منها عضوا من اعضاء ه من النار۔

(اخرجه الائمة الستة فی کتبهم عن ابی هريره)

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کیلئے کسی گردن (غلام و کنیز) کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک اندام کے بدلے آزاد کرنے والے کے اندام کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے گا۔

(۶) اور دنیائے کفر کے اماموں کو خوش کرنا ہے کہ انہوں نے یہ قانون بنایا کہ کسی جنگی قیدی سے غلام یا کنیز نہیں بنایا جائیگا بلکہ جنگ کے ختم ہونے پر دونوں ملکوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ کر کے سب قیدیوں کو آزاد کیا جائیگا۔

(۷) اسی طرح قرآن وحدیث اور فقہ میں سے غلام اور کنیز کے بارے میں مکمل کتاب (کتاب العتاق) کو نکالنا ہے اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ غلام یا کنیز بنانا تو کوئی فرض حکم نہیں کہ اس کا خلاف کرنے والا کافر یا کافروں کا اتحادی بن کر مرتد ہو جاتا ہے؟ اس کا مختصر جواب یہ دیا جاتا ہے کہ فرض کیا یہ تمام مذکورہ کام مستحب ہے اور مستحب کام کو قانوناً حرام گرداننا کفر ہے اور آئین پاکستان نے سختی سے اس مسئلہ کو منع کیا ہے جیسا کہ آرٹیکل گیارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں غلامی کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور نہ اس کے جواز کیلئے کوئی قانون بنایا جائیگا، تو آئین پاکستان میں بالکل اس باب سے انکار کیا گیا ہے اور ایسی چیزوں سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: والانسان متیٰ حلل الحرام المجمع عليه او حرام الحلال المجمع عليه او بدله الشرع المجمع عليه كان كافراً مرتداً باتفاق الفقهاء وفی مثل هذا نزل قوله تعالیٰ علیٰ احد القولين ومن لم يحكم بما انزل الله فاء لئك هم الكافرون (المائده) (مجموع الفتاویٰ ص ۲۶۸ ج ۳)

اور شیخ ناصر الدین الالبانیؒ لکھتے ہیں: الرابع عشر ان جاحد الحكم المجمع عليه انما يكفر اذا كان معلوماً من الدين بلضرورة ۔

(موسوعة الالبانی فی العقيده ص ۱۹۰ ج ٤)

(وکذا فی الاحکام شرح اصول الاحکام لابن القاسمؒ ص ۴۰۱ ج ٤)

جاری ہے

امت مسلمہ کی پستی کا واحد علاج

بلال احمد حقانی

آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے دنیا کفر اور گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی ،اور جہالت ہی جہالت تھی ،بت پرستی ،زنا کاری ،چوری بات بات پر باہمی جنگیں جو سالوں تک لڑائی جاری ہوتی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اس حمیت کی وجہ سے کہ کل میرا کوئی داماد بنے گا ،غرضیکہ ہر طرف اہل دنیا جہالت میں غرق تھے ان پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور ان میں ہدایت اور رشد کا چاند طلوع فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ(آل عمران)

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے ،اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

اور اس چاند نے مشرق و مغرب ،شمال و جنوب یہاں تک کہ دنیا کا کونہ کونہ اپنی روشنی سے منور فرمایا وہ عرب جو جہالت کی گمراہی میں ڈوبے ہوئے بات بات پر جنگیں لڑتے تھے اور روز بروز پستی کی طرف جا رہے تھے جب آپ ﷺ کی اطاعت کیلئے تسلیم خم کیا اور آپ ﷺ کے سامنے تابعداری کی گردن جھکایا تو ان کو تیئس سال کی قلیل مدت میں ہر ایک کو ایسے مرتبے تک پہنچایا کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اور تاریخ کے اوراق ان ہی کے تذکروں سے مزین ہے ،چنانچہ جب حضرات صحابہ حبشہ کو بغرض ہجرت تشریف لے گئے نجاشی نے ان کو پناہ دی مشرکین مکہ کو یہ گوارا نہ ہوا ایک جماعت تیار کر کے نجاشی کے پاس گئے اور ان کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا تو نجاشی نے ان صحابہ کرام کو بلایا ان سے اسلام کی حقیقت معلوم کی تو حضرت جعفر طیارؓ نے گفتگو کا آغاز یوں کر دیا جس کو مولانا محمد میاں صاحب نے تاریخ اسلام میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: شاہا! گمراہی اور جہالت کا ایک دور تھا ہم اس میں پھنسے ہوئے تھے اور پتھر کے بے حس و حرکت بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے حرام اور مردار ہماری خوراک تھی ،ہزاروں قسم کی بری باتیں ہمارا شیوہ تھیں ،رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی پڑوسیوں پر ظلم ،حلیفوں سے بدعہدی ہماری عادت ہوگئی تھی ،ہمارا طاقتور کمزور کو کھائے جاتا تھا۔ خدا کی شان کہ اس نے ہماری اصلاح کیلئے ایک سچا جس کے حسب و نسب سے ہم واقف ،اس کی سچائی دیانتداری ،پاک دامنی ہمارے عرب میں مشہور ہے ،ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی اور بتایا کہ ہم کسی کو ان کا شریک یا مددگار نہ مانیں مٹی اور پتھر کی ان گھڑی ہوئی مورتیوں کے سامنے سے گردن کھینچ لیں جن کی قدموں ہمارے سر مارے مارے پھرتے تھے اور حکم فرمایا کہ سچ بولو ،عزیزوں ،رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو ،پڑوسیوں پر احسان کرو ،حرام سے بچو ،بے گناہوں کے قتل و خون سے ہاتھ روکو ،بری باتوں سے نفرت کرو ،جھوٹی باتوں پر لعنت بھیجو ،یتیم کا مال ہرگز مت کھاؤ ،نماز پڑھو ،روزہ رکھو ،حج اور زکواۃ ادا کرو۔

> شاہا! گمراہی اور جہالت کا ایک دور تھا ہم اس میں پھنسے ہوئے تھے اور پتھر کے بے حس وحرکت بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے حرام اور مردار ہماری خوراک تھی ،ہزاروں قسم کی بری باتیں ہمارا شیوہ تھیں ،رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی پڑوسیوں پر ظلم ،حلیفوں سے بدعہدی ہماری عادت ہوگئی تھی ،ہمارا طاقتور کمزور کو کھائے جاتا تھا۔

امت مسلمہ کو رشد وہدایت ،صلاح و کامیابی کی ایسی مثال ہاتھ میں تھما دیا کہ اس کی روشنی میں ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رہیں اور صدیوں تک دنیا پر ایسی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی کہ جب کسی مخالف قوت سے ٹکر لینا ہوتا تو اس کو نیست و نابود کر دیتا۔ یہ تو ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے جس سے انکار بھی نہیں ہوسکتا لیکن یہ ایک قصہ پارینہ بن چکا ہے جس کے بار بار ذکر کرنے سے نہ تو دل مطمئن ہوتا ہے نہ کچھ کام آتا ہے اور نہ فائدہ دیتا ہے کیونکہ موجودہ دور کے حالات و واقعات ہمارے بڑوں کے کارناموں پر سیاہ دھبہ لگاتا ہے کیونکہ ہم کو جو تعلیم دی گئی تھی ہم نے اس پر عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے ہم غیر مسلموں کے جال میں پھنس گئے ،مسلمانوں کی چودہ سالہ تاریخ کے اوراق کو جب دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت ،عزمت ،شان وشوکت ،رعب و دبدبہ کے مالکان اور اجارہ دار تھے ،جب آپ فاتح سندھ محمد بن قاسم کو دیکھیں ،فاتح اندلس طارق بن زیاد ،فاتح بیت المقدس سلطان یوسف صلاح الدین کو دیکھیں تو روز روشن کی طرح خود بخود عیاں ہوجائے گا کہ رعب و دبدبہ مسلمانوں کا تھا لیکن افسوس اور صد افسوس کہ جب ہم ان اوراق سے صرف نظر کرتے ہیں اور موجودہ حالات پر نظر پڑتی ہے تو ہم ذلت وخوار ،عاجزی و فقیری ،افلاس و ناداری میں گھیرے ہوئے نظر آتے ہیں ،نہ زور وقوت رہا نہ زر و دولت رہا نہ شان وشوکت رہی نہ اپنوں میں بھائی چارہ رہ گئی اور محبت رہی نہ اچھی عادات و اخلاق رہے نہ اعمال اچھے نہ زندگی کے طریقیں اچھے ،ہر برائی ہم میں موجود ہر نیکی سے کوسوں دور ،دشمن ہمارے اس بدحالی پر خوش ہوکر برملا ہماری کمزوریاں بیان کرتے ہیں ،عقل حیران ہے کہ جس قوم نے دنیا کا پیاس بجھائی تھی وہ اب کیوں پیاسی ہے ،جس قوم نے دنیا کو تہذیب و تمدن سکھائی تھی وہ اب کیوں غیر مہذب اور غیر متمدن

ہیں، ایک وقت ایسا تھا کہ غیر ہر کام میں ہمارے پیروی کیا کرتے تھے کیوں کہ اسلام فلاح وکامیابی کا دین ہے جو کوئی اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے وہ بھی کامیاب ہوگا اس کی ایک مثال موجودہ زمانے میں بھی ہے کہ ایک برطانوی جرنیل سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ جنگی چالیں کس سے سیکھی ہے اس نے جواب دیا کہ ایک مسلم جرنیل سے آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے وہ عظیم سپہ سالار جس کا نام کافر سن کر ان پر لرزہ طاری ہوتا جو عراق وشام کا فاتح ہے جس نے ساری زندگی جہاد میں گزاری، تاریخ کے اوراق اس کے کارناموں سے مزین ہے جس کی بدولت آپؐ کو دربار رسالت سے سیف اللہ کا خطاب ملا یہی ہے وہ عظیم جرنیل جس کی پیروی کا اقرار ایک برطانوی جرنیل نے کیا۔

لیکن اب معاملہ برعکس ہوگیا ہے ہم غیروں کی تقلید کرنے لگے ،طعام وشراب سے لیکر زندگی کے ہر شعبہ میں ہم نے ان کا طریقہ اختیار کیا ہے حتیٰ کہ کھیل میں بھی ہم نے ان کے تابعداری کی کرکٹ ان کا ایک خاص کھیل ہے ہماری محبت کرکٹ کے ساتھ قرآن وحدیث ،نماز سے بھی زیادہ ہے کرکٹ کی محبت ہمارے دلوں میں اتنی گھسی ہوئی ہے کہ مؤذن اللہ اکبر کی صدا بلند کرتا ہے ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا اور اپنے کھیل میں مشغول ہوتے ہیں اور نماز جماعت فوت ہوجاتی ہے۔

الغرض ہم نے ان کے ہاں میں ہاں ملانے کا پکا ارادہ کیا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس منع فرمایا ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذاً لَّمِنَ الظَّالِمِينَ(البقرہ)

ترجمہ:اور اگر تم ان اہل کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آ ؤ تو بھی یہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں اور تم بھی اُن کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں ہو اور اُن میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں ہیں اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی اللہ کی وحی) آ چکی ہے، اُن کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو ظالموں میں (داخل) ہوجاؤ گے۔

غرضیکہ ہم کو یہود ونصاریٰ کی تابعداری سے منع کیا گیا ہے لیکن ہم ان کی تابع داری پر تلے ہوئے ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ تم ان کی تابعداری بالشت بالشت پر کروگے یعنی قدم بقدم ان کی پیروی کروگے، میرے خیال میں ہمارے تنزل کا ایک سبب یہ بھی ہے اور اس کے علاوہ دیگر اسباب بھی ہوسکتے ہے، مثلاً باہمی اختلافات جیسے کہ قرآن پاک اس کا شاہد ہے:

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (الآیہ)

یعنی باہمی جنگ جھگڑوں اور اختلافات سے قوت ختم ہوجاتی ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمارا رعب ودبدبہ کہاں ہے، ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم اپنے دین سے بہت دور ہیں خود شریعت کے پابند نہیں ہیں شاید اصل سبب پستی کی طرف جانے کا یہی ہو جب تک ہم اس مرض کا علاج نہیں کرینگے دنیا کی خلافت ہمارے ہاتھوں میں آنا مشکل ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان سے روئے زمین کی بادشاہت وخلافت کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ(النور)

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ تسلی بھی دی ہے کہ تم ہمیشہ کافروں پر غالب رہوگے اور کافروں کا کوئی یار ومددگار نہیں ہوگا چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيّاً وَلَا نَصِيراً (فتح)

ترجمہ: (اور اگر تم سے کافر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو نہ دوست پاتے اور نہ مددگار۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذمہ مومنوں کی نصرت کرنا ہے اور وہ ہمیشہ کامیاب وکامران ہوں گے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

وکان حقاً علینا نصر المؤمنین (الآیہ)

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم پر مومنوں کا مدد لازم ہے ایک اور جگہ میں ارشاد ہے:

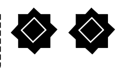
وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ(آل عمران)

ترجمہ:اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہوگے۔

اور فرماتا ہے:

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (المنافقون)

ترجمہ: ے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن



منافق نہیں جانتے۔

ان ارشادات میں غور اور فکر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ہی کی عزت شان وشوکت، سربلندی، ہر فضیلت اور خوبی ان کے صفت ایمان کے ساتھ وابستہ ہے اگر ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہو تو پھر سب کچھ ان ہی کا ہے اور یہ لوگ کامیاب وکامران ہونگے جیسے کہ ایک جگہ ارشاد گرامی ہے:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ()وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (النور)

ترجمہ: مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کردیں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

ہم کو حق تعالیٰ نے بار بار رسول اللہ ﷺ کے تابعدار کا حکم دیا ہے اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی ایک جگہ ارشاد ہے:

ماأتاكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهوا (الآيه)

کامیابی وکامرانی اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے اور رسول اللہ ﷺ کی طریقوں پر چلنے میں ہے اس کے علاوہ جتنے طریقے ہیں ان میں کامیابی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان اور ذلت اور خواری ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: وَالْعَصْرِ ()إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (العصر)

ترجمہ: عصر کی قسم! ۱۔ کہ انسان نقصان میں ہے۔

اور ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہے گا اور قرآن مجید کا فقط نقوش رہے گا۔

سيأتي على الناس زمان لا يبقىٰ من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسمه(مشكواة)

اور یہ زمانہ اب موجود ہو چکا ہے کیونکہ اسلام برائے نام رہا ہے حقیقی اسلام کسی میں بھی نہیں ہے افسوس کی بات ہے اور عقل بھک رہ جاتی ہے کہ جس مذہب کی بنیاد عمل اور قربانی پر تھی آج اس مذہب کے ماننے والے عمل سے خالی ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں جا بجا عمل اور قربانی کا درس دیا گیا ہے اسی طرح دیگر مقامات میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید اور مجاہد کی فضیلت اور ان کے درجات کو بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ()تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (الصف)

ترجمہ: مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے؟۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

اور اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ()دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا(النساء)

ترجمہ: جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چراتے) ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت بخشی ہے اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں فضیلت بخشی ہے۔ (یعنی) اللہ کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔

ہم نے اگر اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا چاہے وہ ہمارے خواہش کے موافق یا مخالف ہو تو پھر دنیا میں کامیابی اور آخرت میں جنت اور ہمیشہ آرام وراحت مقدر ہے جیسا ان آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک دو حدیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جس چیز سے تم کو روکوں تو تم اس کو نہ کرنا اور جس چیز کا حکم دوں تو تم اس پر عمل کرنا اور مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

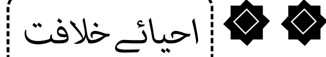
دوسری حدیث میں ہے:

ترکتُ فيكم امرين لن تضلوا ماتمسكتم بهما كتاب الله وسنتي (الحديث)

فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی جب تک تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہونگے، ایک اور حدیث میں ہے:

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا عظمت امتي الدنيا نزعت منها

بقیہ صفحہ 27 پر



حماقت

ابوعفراء شبقدر

عقل و دانش اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں حماقت اور بیوقوفی ایک وبال ہے۔ جس کا نقصان خود احمق کو بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے لوگ بھی اس کے نقصان سے محفوظ نہیں رہتے۔ اہل علم نے حماقت کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

ابن حجرؒ فرماتے ہیں: حماقت یہ ہے کہ فساد اور خرابی کا علم ہونے کے باوجود کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں احمق شخص اس کو کہا جاتا ہے جو قُبح اور فساد کا علم ہونے کے باوجود ایسا عمل کر رہا ہو جو اسے نقصان دے۔ ابن جوزیؒ نے دیوانگی اور حماقت میں فرق کیا ہے کہ احمق وہ ہوتا ہے جس کا مقصد صحیح ہو مگر وہ اسکے لئے غلط وسیلہ اور طریقہ اختیار کرتا ہے۔ جب کہ دیوانہ اسے کہا جائے گا جس کا اختیار کردہ وسیلہ اور مقصود دونوں میں خلل ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک بیوقوف رئیس کا پرندہ اُڑ گیا تو اس نے فوری طور پر شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا رئیس صاحب کا مقصود صحیح تھا کہ وہ پرندہ پکڑنا چاہتا ہے مگر اس نے طریقہ غلط اختیار کیا قرآن کریم کی وہ آیات جو غور اور تدبر کرنے اور عقل سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے یا یوں کہا گیا ہے کہ وہ اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے یا دوسری جگہ ارشاد باری ہے عبرتیں ہیں غور اور تدبر کرنے والوں کیلئے تو یہ آیاتیں عقل و دانائی کی فضیلت اور عظمت پر دلالت کرتی ہیں اس کے برعکس جن آیات میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہیں جو سوچتے سمجھتے نہیں تو اُن آیات سے بیوقوفی کی قباحت سمجھ میں آتی ہے سورۃ فرقان میں ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سننے یا سمجھتے نہیں یہ تو بس چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں سورۃ اعراف میں ہے اور ہم نے جہنم کیلئے بہت سارے جن اور انسان پیدا کیے ہیں ان کے دل ہیں مگر ان سے سمجھتے نہیں ان کی آنکھیں ہیں مگر اس سے دیکھتے نہیں ان کی کان ہیں مگر سنتے نہیں وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہ عجیب بات ہے کہ ہر دور کے احمق اپنے آپ کو عقلمند اور اہل عقل کو بے وقوف سمجھتے رہتے ہیں منافقوں کو ہی دیکھ لیجئے جو دھوکہ وفراڈ و بزدلی اور مفاد پرستی کو اپنی دوراندیشی بتاتے تھے اور صحابہ کرام کے ایمان اور اخلاص و ایثار و احسان قول و فعل یکسانیت کو بے وقوفی بتاتے تھے۔ سورۃ البقرہ میں ہے اور جب ان سے کہا جائے ایمان لے آؤ جیسے صحابہ کرام ایمان لے آئے تو وہ کہتے کہ ہم ایمان لائے جیسے بے وقوفوں نے ایمان لے آئے ارشاد فرماتے ہیں سُن لو یہی منافق ہی بے وقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں ہیں احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں بھی حماقت کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً ترمذی شریف کی حدیث ہے مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا ہے ایک وہ آواز جو مصیبت کے وقت ہو جس میں چہرہ کو پیٹا جائے اور گریبان پھاڑ دیا جائے۔ دوسری شیطان کی آواز کتاب و سنت کے بعد حماقت کے بارے میں۔ صحابہ کرام اور علماً و صلحاً کے چند اقوال اور آثار بھی دیکھ لیں:

حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سورۃ الملک کی وہ آیات پڑھی جس میں دوزخ کے داروغہ ان سے سوال کریں گے کہ اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا، تو وہ جواب دیں گے کہ حماقت نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ہر شخص کے اندر کچھ نہ کچھ حماقت ہوتی ہے اس کے ساتھ وہ زندگی گزارتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ احمق شخص کے اندر کوئی دوسری صفت پائی جائے یا نہ پایا جائے مگر دو عادتیں اس میں ضرور ہونگے ایک یہ کہ وہ جواب فوراً دیتا ہے غور و فکر کی ضرورت محسوس نہیں کرتا دوسری یہ کہ وہ کثرت سے چہرہ پھیرتا رہتا ہے۔

ابن ذیادؒ فرماتے ہے کہ مجھے میرے والد نے نصیحت کی تھی میرے بیٹے اہل عقل سے دوستی لگانا اور ان کی صحبت اختیار کرنا اور احمقوں سے بچ کر رہنا کیوں کہ میرا تجربہ ہے کہ میں جب احمقوں کی مجلسوں میں بیٹھا میں نے اپنے عقل میں کچھ نہ کچھ فتور اور نقصان ضرور محسوس کیا۔ ابوحتم ابن حیانؒ کا قول ہے حماقت کی چند علامتیں ہیں جواب دینے میں سُرعت تحمل تدبر سنجیدگی سے پہلو تہی بہت زیادہ ہسنا منہ پھیرنا نیک انسانوں کی بُرائی کرنا بروں سے میل ملاپ رکھنا اور اگر تم احمق سے اعراض کرو تو اس کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اگر تم اس پر توجہ دو تو وہ دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے اگر تم اس کے سامنے بردباری سے کام لو تو وہ تم پر مزید دلاور ہو جائے گا اور اگر اس کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ برائی اور اگر تم انصاف کرو تو وہ ظلم کریگا۔ امام ابواسحاق فرمایا کرتے تھے اگر تمھیں اطلاع ملے کہ کوئی فقیر ہو گیا یا بخیل سخی ہو گیا یا زندہ اشکال کر گیا ہے تو ان سب کی تصدیق کرو اور اگر بتایا جائے کہ کوئی احمق عقل مند ہو گیا ہے تو اس اطلاع کی تصدیق نہ کرو۔ ابرھیم نظامیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ حماقت کی حد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تم نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ مختصر یہ کہ حماقت بہت بُری آفت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگنی چاہیئے، کہ اس کے شر سے بچ کر رکھے۔

قرآن کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت سے حماقت کے شر سے بچا جاسکتا ہے۔

شریعت کا نفاذ

(قاسم خراسانی)

دنیا کے چپے چپے پر شریعت کا نفاذ ہونا ہے

جان لو سارے کافروں تم کو برباد ہونا ہے!!

کافر، مشرک، ملحد، مرتد

یہود و نصاریٰ سن لو سبھی!!

اک دن ایسا آئے گا

جب ہمارے تلوار تمہارسروں پہ ہونگے!!

تم پھانسی دو یا قید کرو

جو جی میں آئے وہی کرو!!

لیکن

ہمارا رب اللہ یہ کہتا ہے

نماز پڑھو اور صبر کرو!!

تم جتنا چاہو زور لگا کر

جہاد و قتال میں تحریف کرو!!

ہمارا رب اللہ یہ کہتا ہے

جہاں پاؤ ان کو قتل کرو!!

علماء سوء سے کہتا ہوں

سن لو کچھ تو شرم کرو!!

ورنہ ایک دن ایسا بھی آئے گا

جب ہمارے تلوار تمہارسروں پہ ہونگے!!

دنیا کے چپے چپے پر شریعت کا نفاذ ہونا ہے

جان لو سارے کافروں تم کو برباد ہونا ہے!!



امام بغویؒ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دوران حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے مجھ سے کہا کہ ''آیئے مل کر دعا کریں۔'' میں ان کے ساتھ ہولیا، ہم ایک گوشے چلے گئے، وہاں، میں نے تو یہ دعا کی کہ: ''پروردگار! جب کل دشمن سے ہماری جنگ شروع ہو تو میرا مقابلہ کسی ایسے شخص کرایئے جو بڑا طاقتور اور ہٹا کٹا ہو، میں اس سے خالص آپ کی خوشنودی کی خاطر لڑوں اور پھر آپ مجھے اس پر فتح نصیب فرمائیں۔'' حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے اس دعا پر آمین کہی، پھر خود ان کی دعا کی باری تھی، اب انہوں نے ان الفاظ سے دعا فرمائی: ''یا اللہ ! مجھے کل کوئی ایسا طاقتور شخص نصیب فرما جس سے میں آپ کی خوشنودی کی خاطر لڑوں یہاں تک کہ وہ مجھے پکڑ کر میرے ناک کان کاٹے اور پھر جب میں قیامت کے دن آپ سے ملوں تو عرض کروں کہ میرے ساتھ یہ سلوک آپ کی اور آپ کے رسول ﷺ کی راہ میں ہوا ہے، اور آپ جواب میں میری تصدیق فرمائیں۔'' حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی، چنانچہ اسی روز جب دن ڈھلا تو میں نے دیکھا کہ ان کی ناک اور کان ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے ہیں۔

(الاصابہ ج:۲ ص:۲۷۸)

(تراشے از مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ص ۱۰۸)